BY AIR MAIL

# تلاشِ حق کا سفر

## حصّہ دوم

تالیف وپیشکش

محمد رحمت اللہ خان

ایڈووکیٹ (بنگلور)

# فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ، وَنَسْتَعِیْنُہ، وَنَسْتَغْفِرُہ، وَ نَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَا لِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ، وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ، لَاشَرِیْکَ لَہ، وَ اَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہ، وَرَسُوْلُہ، .اَمَّا بَعْدُ:

میں حق اور صحیح دین سیکھنے کی غرض سے دردر کی ٹھوکریں کھاتا رہا جبکہ میرے ہی رشتہ دار مولانا حافظ اکبر شریف صاحب جو تبلیغی جماعت کی مانی ہوئی ہستی ہیں اُن سے اپنے اشکالات دور کرانے کی غرض سے گزارش کرتا رہا لیکن اُن کے پاس وقت ہی نہیں تھا۔ پہلی چھٹی ۲۰۰۰ء ایسے ہی گزر گئی، میں نے یہاں آنے کے بعد اُنہیں ایک خط لکھا تھا جس کا عنوان میں نے ''تلاش حق کا سفر'' رکھا۔ وہ میرا پہلا خط تھا جو میں نے اپنی ناکام کوششوں کے بعد اپنے بھائیوں کے نام لکھا تھا۔

لیکن اُس کے بعد کوئی جواب نہیں آیا جب دوسری مرتبہ ۲۰۰۲ء کو چھٹی گیا اور اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں سے نماز کی ادائیگی اور دوسرے دینی اُمور پر بات ہوئی تو وہ ہمیشہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے اور کہتے کہ ہمیں اسی طرح کی تعلیم دی گئی ہے۔ اُن بھائیوں میں سے دو چار نے کوشش کی تو مولانا نے اپنے مدرسہ میں ملنے کی اجازت دے دی۔ وہ مدرسہ ہمارے گھروں سے بہت دور ہے، جہاں پر میرے ساتھ جن بھائیوں اور اُن کے بچوں کو اشکالات تھے وہ شرکت نہیں کر سکتے تھے (خیر یہ اُن کی تبلیغ کا نرالا انداز ہے، گھر والوں اور رشتہ داروں، اپنے محلے والوں کو چھوڑ کر دنیا بھر کے دور دراز علاقوں

میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔گویا اِن کا یہ عمل بھی نبی ﷺ کی سنّت سے ٹکراتا ہے)

آپ میں سے اکثر نے میرا وہ پہلا خط ''تلاش حق کا سفر'' پڑھا ہوگا اور اگر کسی نے نہ پڑھا ہوتو کسی ساتھی سے لے کر ضرور پڑھ لیں کیونکہ جن باتوں کا ذکر میں نے اُس خط میں کیا ہے اُن باتوں کا یہاں ذکر نہ کرونگا۔

میں نے مولانا سے گزارش کی کہ جہاں پر ہم رہ رہے ہیں وہاں پر آئیں تو اُنہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جن کو غرض ہے وہ آجائینگے اگر تم کو کچھ پوچھنا ہے تو تم مدرسہ پر آجاؤ۔ میں نے اُن کی ضد کو پوری کرتے ہوئے اُن کے مدرسہ پر ہی جا کر ملاقات کی۔ یہ رویّہ صرف مولانا کا ہی نہیں جماعت کے سارے داعی اِسی طرح سے کرتے آرہے ہیں۔اگر سچائی جاننا ہوتو اِن کے اپنے رشتہ داروں اور اُن کے پڑوسیوں کے بچوں کو دیکھنے سے پتہ چلے گا۔ جہاں پر تعلیم وتربیّت اُن کی اوّلین ذمہ داری ہے جسے نظر انداز کر کے یہ غیر ملکوں کے دورے کرتے رہتے ہیں، اِس غرض سے کہ اُنہوں نے اپنوں کو نہیں غیروں کو سدھارنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ!

(یہ اس لئے ہورہا ہے کہ اِن داعیوں اور عالموں کی بنیادی تعلیم ہی غلط ہے۔ کیونکہ اِنکے سروں پر اندھی تقلید کا بھوت سوار ہے۔اسی غرض سے یہ لوگ اَن پڑھ مسلمانوں کو پھنسا کر بیوقوف بنارہے ہیں۔ اِن شاء اللہ اس کا ''اجر'' اِنکو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی دیگا اور آخرت میں بھی)

میں نے اپنے اس موضوع کو سمیٹنے کے لیئے بہت ہی مختصر الفاظ میں ہر عنوان کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ ہر عنوان پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔اور اس سے پہلے بھی لکھی جا چکی ہیں۔ بالخصوص دو ایک برس سے عالمِ اسلام کے اس خطّے (برّصغیر) میں اِن عالموں نے ہنگامہ مچا رکھا ہے جیسے اِنکے سروں پر آسمان ٹوٹ پڑا ہو۔ ہر بڑے شہر میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ جہاں پر جھوٹ کے پلندے باندھے

جاتے ہیں۔اور حاضرین کو متاثر کرنے کے لئے رگر رگرا کر روتے ہیں۔اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ اللہ پاک نے اِن کے دل ودماغ پر مہر لگا دی ہے۔اور اِنکا رونا یہیں (اس دنیا) سے شروع ہوگیا ہے اگر اب بھی وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں اور اللہ پاک سے معافی نہ چاہیں تو آخرت میں بھی یہ اسی طرح نفسا نفسی کے عالم میں ہر جگہ روتے پھریں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے اگر انہوں نے یہ رونا دھونا خلوص دل سے کیا تو غفور الرحیم انہیں معاف کردے اور توبہ قبول فرمالے، کیونکہ اُس کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں''

توسب کے لئے عمومی ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ:

﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾

''اللہ کی طرف توبہ نصوح کرو''

کے تحت توبہ سچی اور دائمی ہو نہ کہ عارضی ہو۔

میری اللہ پاک سے یہی دعاء ہے کہ اُمت کو گمراہ کرنے والے اِن عالموں اور داعیوں کو توبہ کی ہدایت دے اور دین کے صحیح علم سے اِن کی راہنمائی فرمائے۔آمین

محمد رحمت اللہ خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تلاش حق کا سفر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

**اَمّا بَعْدُ:** ارشادِ الٰہی ہے:

**﴿یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ ادْخُلُوْا فِیْ السِّلْمِ کَآفَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾**

**(سورۃ البقرہ:۲۰۸)**

''ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابع داری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

**﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلآئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾**

**(سورۃ تحریم:٦)**

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں۔ جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ کے معروف خطبہ مسنونہ میں ہے:

**((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))**

**(صحیح بخاری ومسلم)**

''بے شک سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور راستوں میں سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے، اور بدترین باتیں دین میں نئی نکلی ہوئی باتیں ہیں اور (دین میں) ہر نئی نکلی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے''

محترم بھائیو!

سابق میں میں نے قرآن میں نازل اللہ پاک کے پیغام کی دو آیتوں کو اُنکے ترجمہ کے ساتھ لکھدیا ہے جو سورج کی روشنی کی طرح صاف ہیں اور نبی صلعم کے خطبہ مسنونہ کے چند کلمات بھی ترجمہ سمیت ذکر کردیئے ہیں۔

چھٹیوں سے آنے کے بعد میں آپ لوگوں سے فون پر بھی بات کرتا رہا۔ اور ہر آئے دن قرآن کے پیغام کی کوئی نہ کوئی آیت نظر سے گزرتی ہے تو میں بے چین ہوجاتا ہوں۔ اِس لئے کہ اوپر لکھی گئی دوسری آیت میں اللہ پاک نے میرے اُوپر بھی ایک ذمہ داری ڈال دی ہے تو میں مجبور ہوکر آپ کو دوسرا خط لکھ رہا ہوں۔

اِن آیات کو غور سے پڑھیں۔ مجھے یہ نہیں کہا جارہا ہے کہ میں گھر چھوڑ کر دوسروں کو جنّت کی راہ دکھاؤں اور خود جہنمی بنوں۔ ہمیں پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے کو کہا جارہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے گھر والوں کو اور اپنے خاندان کے

لوگوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیئے نہ کہ میں اپنوں کو چھوڑ صرف امریکہ اور آفریقہ کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے جاؤں۔

اس لیئے آپ سب سے میری گزارش ہے کہ اپنے دل ودماغ کو صاف کرلیں، اپنی آنکھوں سے تعصّب کے چشمے کو اتار کر اللہ پاک سے صراطِ مستقیم کی دعاء کرتے ہوئے اس خط کو بار بار پڑھیں تو میں اللہ پاک سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں ضرور راہِ ہدایت پر گامزن کردے گا اِن شآء اللہ، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

(سورة عنكبوت: ٦٩)

''اور جو میرے راستے میں جدّ وجہد کرتے ہیں، تو پھر میں انھیں راستے دکھادیتا ہوں۔''

اللہ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں بھی سیدھے راستے پر ڈال دے۔ آمین

میں دوسری چھٹی کے دوران جن جن لوگوں سے ملا اور جن مسائل سے دوچار ہوا اب میں ان چیزوں کو آپ کے سامنے رکھنے جا رہا ہوں۔ زیرِنظر اوراق کو آپ میرے پہلے خط ''تلاشِ حق کا سفر'' کی دوسری کڑی یا قسط سمجھیں۔ اس مرتبہ پھر جب میں بھائیوں سے ملتا، مساجد کو جاتا تو اُن کی حرکات اور عبادات (جو خرافات سے بھری ہوئی ہیں) دیکھ کر میں خاموش نہیں رہ سکا اور ہر دن دو چار گھنٹے اسی میں نکل جاتے تھے۔ جب بھائیوں کے پاس میرے سوالوں کے جواب نہ ہوتے تو کہتے کہ کیوں نہ ہم مولانا سے بات کریں جس کے لیئے میں ہمیشہ رضامندی کا اظہار کرتا جس کی وجہ سے دو چار بھائیوں نے مولانا کو منالیا اور وہ مجھ سے بات کرنے کو تیار ہوگئے۔ ہماری رہائشوں کے قریب نہیں بلکہ انکے مدرسہ میں، جو ہمارے گھروں سے بہت دور واقع ہے۔ یہ حرکت انھوں نے اس لئے کی کہ وہ میرے ساتھ دوسرے بھائیوں اور انکے بچوں سے

بچنا چاہتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مدرسہ اور دوسرے مدرسے کے اساتذہ کو اپنے ساتھ رکھنا اُن کا مقصود تھا۔ بہر حال اُن کی شرط کو منظور کرتے ہوئے میں پہنچ گیا۔

مولانا اپنے بچپن سے مجھے جانتے ہیں اور میری دینی اور دنیوی تعلیم سے بھی واقف ہیں، اسکے باوجود جب میں مدرسہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں صرف انکے مدرسہ کے مدرسین ہی نہیں بلکہ دوسرے مدرسوں سے بھی مفسّرین اور محدِّثین کو اِکٹھا کیئے ہوئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ مولانا کو اپنے آپ پر بھروسہ نہیں تھا۔ اُن کو پتہ تھا وہ میرے سوالوں کے جواب دے نہیں پائینگے۔ اس لیئے دوسروں پر بھروسہ کر کے انھیں بلا لیا تھا۔ میرے بھائی آپ دیکھ چکے ہیں اور اُس دن کے انجام سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ سارے مفسّرین و محدِّثین مل کے بھی میرے کسی سوال کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دینے میں ناکام رہے۔ میرے چند سوالات یہ تھے:

۱۔ مولانا کو یاد دلانے کے لیئے میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ نے عَبَسَ وَتَوَلّٰی پڑھا ہے۔ صرف اس یاد دھانی کے لیئے کہ اُس آیت کا نزول کیوں ہوا تھا؟ جب اللہ پاک اپنے نبی ﷺ کو اس طرح سے آگاہ کرتا ہے تو کیا مولانا جیسے عالموں کو وہ بخش دے گا۔ جو لوگ اُن کے پاس آرہے ہیں دین سیکھنے کے لیئے اُن کو نظر انداز کر کے یہ دنیا بھر میں گھومتے پھر رہے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے پھرتے ہیں۔ اُس وقت وہ خاموش ہو گیئے اِس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۲۔ میری پہلی گفتگو میں انہوں نے اپنے ایک ''بزرگ'' جنھوں نے ایک رات میں دو ہزار (۲۰۰۰) رکعت نماز پڑھی تھی۔ اِس واقعہ اور معراج النبی ﷺ کو ایک ہی قرار دیا تھا۔ کہا تھا کہ اگر تم معراج کو مانتے ہو تو اِس بزرگ کے دو ہزار رکعت نماز پڑھنے کو بھی ماننا ہوگا۔ یہ کتنی بڑی حماقت کی بات ہے کہ معراج کا سفر اللہ پاک کی مرضی اور اسکی دعوت پر جبرائیل علیہ السلام نے کروایا۔ جس کا ذکر اللہ پاک نے قرآن میں کیا ہے۔ یہ

دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

اس مرتبہ میں نے اُن سے پھر دریافت کیا، کیا وہ اپنے جواب پر ابھی اٹل ہیں؟ انھوں نے مجھ سے سوال کیا تمہارا مسلک کیا ہے، بتایئے؟ اور کہا کہ اہلِ حدیث اجتہاد کو نہیں مانتے اِس لیئے انکے پاس اس کا حل نہیں ہے۔ پھر انھوں نے وہ حدیث سنائی:

**((عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ لَهُ،كَيْفَ تَقْضِيْ إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟قَالَ أَقْضِيْ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ: فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟قَالَ:بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:اَجْتَهِدُ رَأْيِ لَا آلُوْ،قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَهُ وَقَالَ :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا يُرْضِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ))**

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے انھیں (حاکم بنا کر) یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: معاذ! تمہارے سامنے جب مقدّمات پیش کیئے جائینگے تو تم اُن کا فیصلہ کیسے کروگے؟'' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ کی کتاب کے مطابق۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اگر وہ بات اللہ کی کتاب میں نہ ہوئی؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: تو پھر سنّتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اگر سنّتِ رسول صلعم میں بھی نہ پاؤ تو؟ انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ اور کوئی کسر نہیں اُٹھا

رکھونگا۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انکے سینے پر ہاتھ
مارا اور فرمایا: تمام تعریفیں اُس ذات کے لیئے ہیں جس نے رسولُ
اللہ صلم کے قاصد کو یہ توفیق عطاء فرمائی جس سے اللہ کے رسول
ﷺ بھی راضی ہوئے۔"

**وضاحت:** یہ حدیث ضعیف (منکر) ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ از علاّمہ البانی، جلد دوم، حدیث نمبر: ۸۸۱

یہ ضعیف حدیث علماءِ احناف میں اتنی مشہور ہے کہ ہر عالم کسی نہ کسی بہانے اِسے بیان کر دیتا ہے۔ بنگلور کی آئمہ اربعہ کانفرنس میں سارے مقررین نے اسے بیان کیا ہے اور ایک سال بعد مولانا نے ہمارے سامنے بھی اسی کا سہارا لیا۔ جب میں نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم ضعیف حدیثوں کو بھی مانتے ہیں کیونکہ چار چھ ضعیف حدیثیں مل کر ایک صحیح حدیث کے برابر بن جاتی ہیں۔ ایسے عقل کے گھوڑے دوڑانے والوں سے کیا کوئی علمی بحث کرسکتا ہے؟ آپ خود فیصلہ کرلیں۔ اور پھر بقول انہی کے یہ بات مان بھی لی جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں اجتہاد کا مسئلہ ہی نہیں ہے کیونکہ اجتہاد تو وہاں کیا جاتا ہے جہاں کسی معاملہ میں قرآنی نص یا احادیث موجود نہ ہوں اور نہ ہی عمل صحابہ رضی اللہ عنہم ہو۔

اور یہ بات اِس حدیث میں بھی واضح کی گئی ہے اور پھر یہاں کسی مسئلہ کا حل تو نکالنا مقصود نہیں بلکہ یہاں تو صرف یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ایک رات میں دو ہزار رکعتوں کی ادائیگی نبی ﷺ یا انکے بعد ہمارے اسلاف سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر صریحاً بدعت ہے وہ بھی اِس صورت میں کہ مان لیا جائے کہ دو ہزار رکعتیں ادا کی جا سکتی ہیں، حالانکہ یہاں شرعاً اور عقلاً دونوں لحاظ سے یہ بات ناقابل یقین ہے۔ اور منوانے کے لیئے اس کے ساتھ معراج کی مثال دینا گویا کہ اپنے بزرگ کو نبی ﷺ کے

درجہ کی برابری دینے کی مذموم کوشش کی گئی ہے، جو کہ کفر کے زینے کہ پہلی سیڑھی ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ

یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ اِس بات کا اجتہاد کے مسئلہ سے کوئی تعلّق نہیں بنتا اور اگر اجتہاد کا مسئلہ ثابت کرنا ہی مقصود ہو تو اسکے لیئے کتبِ احادیث میں کئی صحیح احادیث موجود ہیں پھر اِس کمزور سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ خود مولانا صاحب کی اپنی بات ہی تردید کرتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث اجتہاد کو نہیں مانتے۔ حالانکہ ان (مولانا) اور اہل حدیث کے درمیان یہی چیز تو فرق کرتی ہے کہ اہل حدیث آج بھی اجتہاد کے قائل ہیں جبکہ وہ اور انکا گروہ اجتہاد کا منکر اور تقلید کا دلدادہ ہے۔ اللہ انہیں سوچنے سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

۳۔ **فجر کی دو سنتیں:** ایک دن میں اور بھائی ممتاز صاحب نمازِ فجر کیلیئے ایک ہی وقت مسجد کے دروازے پر پہنچے، اُس وقت اقامت ہو رہی تھی۔ میں جا کر جماعت میں شامل ہو گیا اور وہ حسبِ معمول دیوار کے پیچھے کھڑے دو سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ نماز کے بعد میں نے بھائی صاحب کو صحیح حدیثوں کی روشنی میں فجر کی دو سنتوں کے بارے میں سمجھایا تو وہ کہنے لگے: ہمیں تو اسی طرح تاکید کی گئی ہے۔ تو پھر بات مولانا پر آئی۔ یہاں پر ایک مثال اچھی لگتی ہے:

"اندھوں میں کانا راجہ"

جس دن ہم لوگ انکے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے یہی سوال کیا کہ انکا یہ عمل درست ہے یا نبی ﷺ کی وہ حدیث "جس وقت جس نماز کی اقامت ہو سوائے اسکے دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی۔"؟ مولانا نے کہا کہ اور بھی ایک حدیث ہے وہ یہ کہ "اگر گھوڑے تجھے روند بھی ڈالیں تو فجر کی سنت نماز پڑھ لیا کرو۔" میں نے مزید

بتایا:اس میں کوئی شک نہیں فجر کی سنّت کے بارے میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کا خود عمل مبارک ہے کہ جب آپ ﷺ سفر میں ہوتے ، اُس وقت قصر نماز ادا کرتے ،ساتھ ہی فجر کی سنت بھی پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے۔اور ساتھ ہی میں نے وہ دو حدیثیں بیان کیں جو یہ ہیں:

**((عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّيْ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:صَلٰوةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ، فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْاٰنَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) (صحیح۔رواه أبوداؤد)**

''حضرت قیس بن عَمرو کہتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا:''صبح کی نماز دو رکعت ہے''۔ اُس آدمی نے جواب دیا: ''میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں،لہٰذا اب پڑھی ہیں''رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے (یعنی اس کی اجازت دے دی)

__وضاحت:__ سنت یا حدیث کی تینوں قسمیں ایک ہی درجہ کی ہیں اور شریعت میں حجّت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور وہ تین اقسام یہ ہیں : (۱)سنّتِ قولی (۲)سنّتِ فعلی (۳) سنّتِ تقریری۔اُوپر لکھی ہوئی حدیث سنّتِ تقریری ہے،یعنی جس عمل پر نبی ﷺ نے خاموشی فرمائی اور پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔رسول اکرم ﷺ کا زبانی ارشادِ مبارک سنّتِ قولی کہلاتا ہے اور آپ ﷺ کے عمل مبارک کو سنّتِ فعلی کہتے ہیں۔اور ارشادِ نبوی ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِي)) (مستدرك حاكم)

ان دو حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فجر کی اقامت ہو جانے کے بعد اگر کوئی مسجد میں داخل ہو تو اُسے چاہیئے کہ جماعت میں شریک ہو کر فرض ادا کرلے اور بعد میں سنّت نماز ادا کرلے۔ اِس بات پر مولانا آگ بگولا ہو گئے اور کہنے لگے کہ بتاؤ یہ حدیثیں کہاں ہیں؟ ہمارے پاس کتبِ صحاح ستہ رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے انھیں بتانے کا وعدہ کیا۔ اتنے میں انکے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک محدِّث نے بتادیا کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں۔ تو مولانا نے پلٹا کھایا اور کہا کہ رحمت اللہ صاحب جو کہہ رہے ہیں وہ بھی صحیح ہے اور ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بھی صحیح ہے۔ اِس ایک عمل سے وہاں پر بیٹھے آدمیوں کو پتہ چل گیا تھا کہ حدیث کے استاذ کو حدیث کے علم پر کتنا عبور حاصل ہے؟ جب ہر مسئلہ پر یہ لاجواب ہونے لگے تو سارے علماء بضدر ہے کہ میں اپنا مسلک بتاؤں۔ میں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اور نبی ﷺ کی اس حدیث پر عمل کر رہا ہوں۔ جس میں آپ صلعم نے فرمایا ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَ هُمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِي))

''تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک انکو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ ہیں اللہ کی کتاب اور میری سنّت۔''

میرا عمل آپ ﷺ کے اِس قول پر ہے، آپ مجھے جس نام سے پکارنا چاہتے ہیں پکارلیں۔ تو فوراً مولانا کی زبان سے نکل پڑا: ''یہ چوں چوں کا مربہ ہیں۔'' ایک موحّد کو یہ لوگ اس طرح پکارتے ہیں۔ اِس پر بھی میں خاموش رہا کیونکہ میں جانتا

تھا، کسی نہ کسی طرح وہ میرے جذبات سے کھیلنا چاہتے تھے۔اُن میں سے دوسرے ایک مولانا نے مجھے سلفی پکارا۔

لیکن یہ خود کیا ہیں؟ انہی کے ایک بہت بڑے عالم مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے الفاظ میں پڑھیئے:

''جاننا چاہیئے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلّد ہیں، مقتدائے خلف حضرت امام الہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور اصول اور اعتقادات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات نقش بندیہ اور طریقۂ ذکر یہ مشائخِ چشت اور سلسلۂ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ (المہند علی المفند یعنی عقائد علماءِ اہل سنّت دیوبند، ص ۲۹، ۳۰)

اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ مجھ جیسے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ماننے والے کو یہ چوں چوں کا مربہ کہہ کر پکار رہے ہیں تو اُوپر لکھی ہوئی تعریف میں انکو کس نام سے پکارا جائے۔

اگر اللہ کے فرمان کے تحت اَطِیْعُوْ اللّٰہَ وَاطِیْعُوْ االْرَّسُوْلَ. پر عمل کرنے کو وہ چوں چوں کا مربہ سمجھتے ہیں تو مجھے منظور ہے۔میں انکے پاس سوالی بن کر اپنے اشکالات کے جواب طلب کرنے گیا تھا۔لیکن وہاں پر بیٹھے دس سے زیادہ علماء مجھ سے سوالات کرنے لگ گئے تھے۔اور کئی فرضی نام لے کر کہ اہلِ حدیث اس طرح کہتے ہیں اور اس طرح لکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔یہ سب اس لیئے کر رہے تھے کہ وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو گمراہ کرنا اُنکا مقصد تھا۔

لیکن اُن کی لاعلمی پر افسوس ہو رہا تھا۔وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم لوگ تو

چار مشہور مسالک کے آئمہ کے اقوال بھی قرآن وحدیث سے ٹکرا رہے ہوں تو ہم انہیں نہیں مانتے۔ ایسی صورت میں کوئی اہلِ حدیث ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی بات ایسی کہہ دے یا لکھ دے جو قرآن اور حدیث سے ٹکرا رہی ہو تو وہ سب ہمارے لئے حجّت نہیں بن سکتی ہے۔ جبکہ دراصل یہ ساری باتیں اُنکی اپنی دماغی کھچڑی ہے جسے بیان کرتے اور خوش ہوتے رہتے ہیں۔

## بدعت کی تعریف:

دورانِ گفتگو جب میں نے بدعت کی تعریف نبی ﷺ کی اُس حدیث کی روشنی میں کی جسمیں نبی صلعم کا ارشاد ہے:

**((كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَ لَةٌ وَكُلُّ ضَلاَ لَةٍ فِي النَّارِ)) (صحیح بخاری ومسلم)**

یعنی ہر وہ عمل بدعت کہلائے گا جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے، لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو، یعنی نہ تو رسول اکرم ﷺ نے خود وہ عمل کیا ہو نہ کسی کو اس کا حکم دیا ہو اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دی ہو۔ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود و ناقابلِ قبول ہے۔

اِس حدیث پر اور اس کی تعریف پر بھی سارے ہنس رہے تھے اور مذاق اڑا رہے تھے۔ یہ لوگ جمعہ کے خطبے میں رسمی طور پر اس حدیث کی تلاوت تو کر دیتے ہیں لیکن اس کا مفہوم کسی کو نہیں بتاتے اُس دن سامنے بیٹھے ہوئے زیادہ تر اَن پڑھ لوگ تھے، اُنکو اپنے برتاؤ سے یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ جو حدیث میں نے پڑھی اور بدعت کی تعریف کی وہ غلط ہے۔ لیکن اللہ پاک تو جانتا ہے۔ اِن شآء اللہ یہ سارے قیامت کے دن اپنے برتاؤ اور ہنسی مذاق کا ضرور حساب دینگے۔

چلتے چلتے ہم یہاں کتاب اللہ کی آیات اور شریعت کے بیان پر ہنسنے اور طنز کرنے والوں کے بارے میں ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ گوکہ بات شائد کڑوی لگے، مگر قرآن کی زبان میں شائد یہ لوگ سن کر لرز اٹھیں اور اللہ کی طرف رجوع کرلیں، کیونکہ اللہ نے ایمان والوں کی نشانی بتائی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝﴾ (سورة الانفال:۲)

''ایمان والے تو وہ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل دہل جاتے ہیں اور جب آیات پڑھی جائیں تو اُن کے ایمان بڑھ جاتے ہیں اور یہ صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ و توکل کرتے ہیں۔''

لہٰذا اللہ کے احکام اور نبی ﷺ کی احادیث کا مذاق اُڑانا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ اور اللہ کی غیرت نے بھی گوارا نہیں کیا کہ اگر کہیں مذاق اُڑایا جائے تو وہاں ٹھہرا بھی جائے اور پھر ایسے لوگوں کا انجام بھی بتا کر انہیں تنبیہ کردی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝﴾ (سورة نسآء:۱۴۰)

''اور اللہ تمہارے پاس اپنی کتاب میں حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق

اُڑاتے ہوئے سنو تو اُس مجمع میں اُن کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ
وہ اُس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اِس وقت
اُنہی جیسے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم
میں جمع کرنے والا ہے۔"

لٰہذا اب بھی وقت ہے کہ بذریعہ توبہ اپنے آپ کو منافقین کی صفوں میں شامل ہونے سے بچالیا جائے اور یہاں یہ کہہ کر جان نہیں چھڑائی جاسکتی کہ ہم نے تو حدیث کی بات کی ہے۔ قرآنی آیات سے انکار اور تمسخر تو نہیں کیا، تو اِس کی تفصیل میں جاکر اِس تحریر کو طوالت میں ڈالنے کی بجائے ہم صرف حوالہ جات دیدیتے ہیں آپ خود اِن آیات کا ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔ (آل عمران: ۳۱۔۳۲، النسآء: ۶۴۔۶۵، الاحزاب: ۷۰۔۷۱، الحدید: ۲۸، الصّف: ۱۰۔۱۱)

اللہ ہدایت دے اور سوچنے سمجھنے کی توفیق بخشے، آمین۔

## ۳۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء کا مسئلہ:

میں نے اُن سے سوال کیا کہ کیا فرض نماز کے بعد نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار ضروری ہیں یا اجتماعی دعاء؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہماری مسجد اور ہمارے مدرسہ میں فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء نہیں ہوتی۔ اور یہ بات سچ بھی ہے۔ لیکن سوال صرف اُن کی ایک مسجد یا ایک مدرسہ کا نہیں۔ سوال اُن ساری مساجد کا ہے جو اُن کے قبضے میں ہیں جہاں انھوں نے قرآن کو طاق میں رکھ کر نصاب کو ہر ایک مسجد کے ممبر کی زینت بنا رکھا ہے۔ وہاں پر اجتماعی دعاء پر اتنا زور کیوں؟ یہاں تک کہ یہ دعاء نماز کا ایک حصّہ بن چکی ہے۔ اِس بدعت کو ختم کرنے میں یہ پہل کیوں نہیں کرتے؟ اِس کا اُن کا پاس کوئی جواب نہیں۔

## ۴۔نمازِ جمعہ کے تین خطبے:

اس بارے میں اُن سے سوال کیا گیا تو کہنے لگے کہ یہ نبی ﷺ کے زمانے سے چلا آرہا ہے۔اِس بات میں کتنی سچّائی ہے آپ خود سوچ سکتے ہیں۔صرف چند برسوں پہلے یہ بدعت ہماری آنکھوں کے سامنے منظرِ عام پر آئی ،جو اِن کی مخصوص مسجدوں میں رائج ہے۔اور چند مسجدیں جو انہی کے قبضے میں ہیں وہاں پر آج بھی دو ہی خطبے ہو رہے ہیں۔جیسے دہلی کی جامع
مسجد اور ہمارے ہی شہر کی بہت ساری مسجدیں جیسے ایک مسجد جو اِن کی مسجد کی بغل میں ہے اور وہاں پر بھی انہی کے ایک زبردست امام مولانا حنیف افسر صاحب خطیب ہیں ،جن کے دو خطبے سننے کا اتفاق ہوا تھا،اُس وقت انھوں نے صرف دو ہی خطبے دیئے تھے۔میں نے جب یہ حوالہ دیا تو کہنے لگے کہ ہم حنیف صاحب کو نہیں مانتے،اگر وہ دو خطبے دے رہے ہیں تو کیوں دے رہے ہیں اُن سے ہی پوچھ لیں۔جب اُن کے پاس کوئی دلیل وثبوت نہیں ہوتا تو اِسی طرح سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دورانِ گفتگو وہ خود چند لمحات کے بعد کوئی نہ کوئی مسئلہ اُٹھا لیتے تھے تاکہ وہاں موجود لوگوں کو گمراہ کرسکیں اور انھیں اُلجھا کر رکھ دیں۔اپنے آپ انہوں نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ چھیڑ دیا اور بعد میں صف بندی کے بارے میں، جس کی نبی ﷺ ہر نماز میں تاکید کیا کرتے تھے اور جب تک صف سیدھی نہیں ہوجاتی وہ نماز کے لئے نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ایسے تاکیدی عمل کا وہاں جمع ہوئے اماموں اور خطیبوں نے ایسا بیہودہ مذاق اُڑایا کہ میرا دل کانپ اُٹھا۔لیکن وہ لوگ بدستور اِس سنّت کا مذاق اُڑاتے رہے اور بچوں جیسی حرکتیں کر کے دکھاتے رہے،نہ انھیں اللہ کا خوف تھا اور نہ آخرت کی فکر، پتہ نہیں وہ کیا منہ لیکر نبی ﷺ کے سامنے جائیں گے۔

علمائے دیوبند واحناف کا آج کل ایک اہم مشغلہ ہے، اہلِ حدیث کو بُرا بھلا کہنا اور اُن پر بے جا الزامات لگانا، صرف اس غرض سے کہ سامنے بیٹھے ہوئے بھولے بھالے مسلمانوں کو متاثر کر کے اُن کو اپنے چُنگل میں پھنسائے رکھ سکیں لیکن اُن کی لاعلمی کے کیا کہنے۔ انھی کے بہت بڑے بزرگ و پیرانِ پیر "غوث الاعظم اور دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ" اپنی کتاب غنیۃ الطالبین، ص۱۴۲ پر لکھتے ہیں کہ "اہلِ بدعت کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہلِ اثر یعنی اہلِ حدیث کے حق میں طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اہلِ سنّت کا ایک ہی نام ہے، اصحاب الحدیث یعنی اہلِ حدیث۔"

صرف اتنا ہی نہیں علماء احناف ہمیشہ اپنے ہر خطبے میں اور ہر محفل میں یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ ہم دنیا کے کسی بھی اہل حدیث سے مناظرہ کرنے کے لیئے تیار ہیں اور یہی بات اب شاہ ولی اللہ کے مدرسہ میں بھی ہوئی۔ مولانا کلیم اللہ صاحب امام جامع مسجد نیل سندر نے سینہ ٹھوک کر کہا کہ میں اکیلا سارے ہندوستان کے علماء اہلِ حدیث کے لیئے کافی ہوں۔ اگر مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ اُسی وقت میں نے اُن کے اِس چیلنج کو قبول کرلیا تھا جو ریکارڈ بھی ہو چکا ہے۔ لیکن اُس کے بعد اُن سے اُن کی طرف سے کوئی جواب بھی نہیں ملا۔ میں لگا تار پیغام بھیجتا رہا کہ اگر وہ تیار ہو گئے تو ایسی صورت میں کہیں نہ کہیں اِن عالموں کو اکٹھا کیا جائے اور ایک علمی بحث رکھی جائے جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ لیکن اُن علماء کی یہ پرانی چال ہے۔ مولانا سلمان ندوی صاحب جب سعودی عرب کے شہر جبیل میں آئے ہوئے تھے تو اُسی وقت بھٹکلی برادران نے اپنے مخلصانہ انداز میں انھیں اور ایک اہل حدیث عالم کو کھانے پر بلایا تو ندوی صاحب نے اہلِ حدیث عالم کے ساتھ کھانے کے ٹیبل پر آنے سے انکار کر دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ مناظرے کے لیئے کب تیار ہونگے؟

اگر اِن عالموں میں سچائی ہے اور وہ اُمت کو یکجا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اِن سب کو ایک پلاٹ فارم پر آنا ہوگا۔ میرا یہ خط جو بھی پڑھے اور احناف کے کسی بھی عالم کو مناظرے کے لیئے تیار کرلے تو مجھ سے رابطہ کریں، اِن شآء اللہ میں اس کی پوری ذمہ داری لیتا ہوں اور اہلِ حدیث عالم کو لانے کا وعدہ بھی کرتا ہوں۔

## ۴۔ اتباعِ سنّت

دینِ اسلام کا اولین اور بنیادی رکن عقیدۂ توحید اور اُتباعِ سنت ہے، لیکن آج کا مسلمان اُتباعِ سنّت کو بالائے طاق رکھ کر تقلیدِ آئمہ کے نعرے بلند کرتا پھر رہا ہے۔ یہ اَن پڑھ اور جاہل مسلمان ہی نہیں، بلکہ چوٹی کے جامعات اور مدارس سے سند حاصل کرنے کے بعد ایک عالم کو بھی جب اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا تو وہ تقلید کے نعرے لگاتے ہوئے، اُتباعِ سنّت کا گلا گھونٹ کر سمجھ رہا ہے کہ ایک روشن مستقبل کی ڈگر پر چل پڑا ہے۔ جبکہ دین کے معاملہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے حکم کی اطاعت کرنا فرض ہے، لہٰذا آیئے میں آپ کو اللہ پاک کا فیصلہ سناتا ہوں اور کسی بھی تقلیدی مائی کے لال میں یہ ہمت نہیں کہ اِن قرآنی فیصلوں کو جھٹلاسکے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

**﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (سورۃ نسآء: ۸۰)**

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

**﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۝اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۝﴾**

**(سورۃ النجم: ۳)**

''محمد (ﷺ) اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وحی جو اُن پر نازل کی جاتی ہے اُس کے مطابق بات کرتے ہیں۔''

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًاوَّنَذِيْرًا﴾
(سورۃ الانعام:۲۸)

''اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو تمام بنی نوعِ انسان کے لیئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال:۲۰)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور بات سن لینے کے بعد اُس سے منہ نہ موڑو۔''

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾
(سورۃ آل عمران:۱۳۲)

''اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (سورۃ النسآء:۵۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی بھی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اُسے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف پلٹا دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریقہ ہے اور ثواب کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔''

**وضاحت:** اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹانے لوٹانے کا مطلب قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا ہے اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹانے کا مطلب آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں تو آپ ﷺ کی ذات مقدّس تھی، لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد اِس سے مراد آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ اوراحادیثِ مبارکہ ہیں۔

**﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ النسآء:٦٥)**

''(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم، لوگ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے (تمام) باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو بھی فیصلہ آپ کر دیں اُس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سرِ تسلیم خم کر لیں۔''

**﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (سورۃ محمد:٣٣)**

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو (اور اطاعت سے منہ موڑ کر) اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔''

**﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (سورۃ الحشر:٧)**

''جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دیں اُس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

**﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ**

وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌرَّحِيْمٌo﴾

**(سورة آل عمران:۳۱)**

''(اے نبی ﷺ!) اِن سے کہہ دیں کہ اگر تم (حقیقت میں) اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری اُتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف کرے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔''

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاo﴾ **(سورة النسآء:۶۹)**

''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرینگے وہ (قیامت کے) دن اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ، ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔''

زیادہ ثواب حاصل کرنے کے ارادے سے سنّتِ رسول ﷺ کو ناکافی سمجھ کر غیر مسنون طریقوں پر محنت ومشقت کرنا، آپ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ وہی عمل قابلِ ثواب ہے جو سنّتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو۔ سنّت کا علم ہوجانے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے والے لوگوں کو نافرمان کہا گیا ہے اور ساتھ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ تمہارے اعمال چاہئے کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں لیکن جن پر نبی ﷺ کی مہر نہ ہوگی وہ تمہارے منہ پر ماردئے جائینگے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ رمضان میں فتح مکّہ والے سال مکہ کے لیئے نکلے، جب کراع غمیم (جگہ کا نام) مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ اور

صحابہ رضی اللہ عنہم سب روزہ سے تھے (دورانِ سفر) آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اُونچا کیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے اُس پیالے کو دیکھ لیا پھر آپ ﷺ نے پی لیا۔ بعد میں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ اِس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں'' (صحیح مسلم)

یہاں اطاعت کا حقیقی مفہوم سمجھنے کے لیئے ہم سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۵ کو دوبارہ پیش کر کے اِس کا شانِ نزول بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۂ نسآء:٦٥)

''(اے نبی) آپ کے رب کی قسم لوگ کبھی مؤمن نہیں ہوسکتے، جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کردیں اُس پر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سرِ تسلیم خم کردیں۔''

اِس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے پھوپی زاد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کسی سے کھیت کو سیراب کرنے والے پانی پر جھگڑا ہوگیا، فیصلہ کے لیئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ تمام واقعہ سن کر نبی ﷺ نے جو فیصلہ دیا وہ حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں تھا۔ اِس پر دوسرا شخص بول اُٹھا کہ یہ چونکہ آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں لہٰذا آپ نے فیصلہ جان بوجھ کر (انصاف کے تقاضوں کے خلاف) اُنکے حق میں دیا ہے۔ لہٰذا اِس پر اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

لہٰذا آج کے اُن علماء دین کے لئے لمحہ فکر یہ ہے جو دیدہ دلیری سے نبی ﷺ

کے ہر فرمان کو تقلید کے جھنڈے تلے دفن کرتے ہوئے آگے نکلے چلے جا رہے ہیں، نہ آخرت کی فکر ہے اور نہ اللہ کو منہ دکھانے کی۔ جبکہ نبی ﷺ نے اطاعت کرنے والوں کے بارے میں کیا خوشخبری دی ہے؟ ارشاد فرمایا ہے:

**((مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةِ)) (رواہ البخاری)**

''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

یاد رہے کہ اطاعتِ رسول صلم قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے فرض قرار دی گئی ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ کے بارے میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بڑی اہم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اُمت کے سب لوگ جنت میں جائینگے سوائے اُس شخص کے جس نے انکار کیا'' صحابہ نے دریافت کیا کہ جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ اس پر نبی صلم نے فرمایا کہ: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (دخولِ جنت سے) انکار کیا'' (بخاری)

نبی ﷺ کی اطاعت نہ کرکے، دین میں نئے نئے کام اپنی مرضی سے داخل کرکے اُنھیں اپنی ٹھیکیداری منوانے کے لئے کرنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ ملاحظہ فرمایئے:

قیامت کے روز بدعتی حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے اور قیامت کے روز رسول اکرم ﷺ بدعتیوں سے شدید اظہارِ بیزاری فرمائینگے

چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث ہے:۔

**((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ**

**یَـظْمَأُ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَاتَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ))**

**(صحیح بخاری ومسلم)**

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رو ہونگا جو وہاں آئے گا پانی پئے گا، جس نے ایک بار پی لیا اُسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ بعض ایسے لوگ بھی آئینگے جنہیں میں پہچانونگا (اور سمجھونگا کہ یہ میرے اُمتی ہیں) اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے (کہ میں اُن کا رسول ہوں)۔ پھر انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہونگا یہ تو میرے اُمتی ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا'' (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ نہیں جانتے آپ کے بعد اِن لوگوں نے کیسی کیسی بدعتیں رائج کیں؟'' پھر میں کہوں گا: ''دوری ہو، دوری ہو، ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین بدل ڈالا''۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی نبی یا ولی، محدّث یا فقیہہ، امام یا عالم کی اُتباع کا تصوّر بھی سراسر گمراہی ہے۔ اور ایسے عمل کو بارگاہِ الٰہی یا دربارِ نبوت میں کوئی مقام بھی حاصل نہیں ہے۔

<u>**وضاحت**</u>: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔ انکا تورات کے اوراق کا پڑھنا۔ (احمد وبیہقی)

یاد رکھیں کہ ایسی بات یا عمل جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو حدیث یا سنّت کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی سزا جہنم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جان بوجھ کر کوئی جھوٹ میری جانب منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''

(اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

اور نبی اکرم صلعم کا ارشاد ہے:

**((أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ))**

''مسلمانو! آگاہ رہو میں قرآن دیا گیا ہوں اور اس کے ساتھ اُسی درجے کی ایک اور چیز (یعنی حدیث) بھی دیا گیا ہوں'' (ابوداؤد)

سابق میں مذکور اِن ہی وجوہات کی بنا پر تمام ائمہ کرام نے اپنے اقوال اور آراء کو ترک کر کے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ غرض اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان لازم مُلزوم ہیں۔ اطاعت ہے تو ایمان بھی ہے اطاعت نہیں تو ایمان بھی نہیں۔

عقائد اور اعمال میں تمام تر بگاڑ کتاب و سنت کو نظر انداز کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا تمام باطل عقائد اور اعمال سے محفوظ رہنے کا واحد یقینی راستہ ہے۔ جو حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تاکیدی سنت کو فروعی مسئلہ سمجھ کر حدیثیں ٹھکراتے آرہے ہیں اُنھیں چاہیے کہ اپنے ایمان کی خیر منائیں اور اوپر لکھی ہوئی حدیثوں کی روشنی میں اپنا ٹھکانہ پہچان لیں۔

## عقیدۂ توحید اور دیوبندیت

''انسان کا اپنا کوئی ارادہ ہے نہ اختیار'' اس نظریئے نے اہلِ تصوّف کے نزدیک نیکی اور بُرائی حلال اور حرام، اطاعت اور نافرمانی، ثواب و عذاب، جزاء و سزا کا تصور ہی ختم کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر صوفیاء حضرات نے اپنی تحریروں میں جنّت اور دوزخ کا تمسخر اور مذاق اُڑایا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء اپنے ملفوظات فوائد الفواد میں فرماتے ہیں:
''قیامت کے روز حضرت معروف کرخی کو حکم ہوگا بہشت میں چلو' وہ کہیں گے: ''میں نہیں جانتا میں نے تیری بہشت کے لئے عبادت نہیں کی تھی'' چنانچہ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ انہیں نور کی زنجیروں میں جکڑ کر کھینچتے کھینچتے بہشت میں لے جاؤ (تعجب ہے کہ جنت میں بھی زنجیریں؟)

حضرت رابعہ بصری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک روز دائیں ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور بائیں ہاتھ میں آگ کا انگارہ لیا اور فرمایا یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے، اس جنت کو جہنم پر انڈیلتی ہوں تاکہ نہ رہے جنت نہ رہے جہنم اور لوگ خالص اللہ کی عبادت کریں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.

صوفیاء کرام، وحدت الوجود اور حلول کے قائل ہونے کی وجہ سے خدائی اختیارات رکھتے ہیں، اس لیئے زندوں کو مار سکتے ہیں، مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ ہوا میں اڑ سکتے ہیں، قسمتیں بدل سکتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ''ایک دفعہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے مرغی کا سالن کھا کر ہڈیاں ایک طرف رکھ دیں، ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: (؟ کیا فرمایا) ((قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) تو وہ مرغی زندہ ہوگئی۔ (سیرت غوث صفحہ ۱۹۱)''

آج کے دور میں لوگ خواہ مخواہ کروڑوں ڈالر خرچ کر کے ڈائنا صور کو ہی زندہ کروا کے اُسکی تاریخی حیثیت جانی جا سکتی ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ یقیناً لوگ ڈائنا صور کو چھوڑ کر ہمارے اولیاء کرام کی تلاش شروع کر دیں گے۔

۲۔ ''ایک گویئے کی قبر پر پیرانِ پیر نے فرمایا: (؟ کیا فرمایا) ((قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) (کھلا کفر) کہا قبر پھٹی اور مردہ گاتا ہوا نکل آیا'' (تفریح الخاطر صفحہ ۱۹) واہ پیر صاحب نے زندہ بھی کیا تو ایک کنجر اور میراثی کو تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کر سکے۔

کہا گیا تا کہ ڈوبتی امت کو بچالے؟

۳۔ ''خواجہ ابو اسحاق چشتی جب سفر کا ارادہ فرماتے تو دوسو آدمیوں کے ساتھ آنکھ بند کر فوراً منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے''۔ (تاریخ مشائخ چشت از مولانا ذکریا صفحہ ۱۹۲) اگر ان دوسو آدمیوں یا خواجہ صاحب کی آل موجود ہو تو آج بھی لوگوں کو پاسپورٹ اور ائیر لائینوں کے جھنجٹ سے نجات دِلا سکتی ہے۔

۴۔ ''سیّد مودود چشتی کی وفات ۹۷ سال کی عمر میں ہوئی آپ کی نمازِ جنازہ اوّل رجال الغیب (فوت شدہ بزرگ) نے پڑھی پھر عام آدمیوں نے، اس کے بعد جنازہ خود بخود اُڑنے لگا اس کرامت سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا''۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۶۰) (مزہ آگیا، ایسا جنازہ آج مل جائے تو پورا یورپ اسلام قبول کر لے مولویوں کی جان چھوٹی تبلیغ سے)

۵۔ ''خواجہ عثمان ہارونی نے وضو کا دوگانہ ادا کیا اور ایک کمسن بچے کو گود میں لے کر آگ میں چلے گئے اور دو گھنٹے اس میں رہے آگ نے دونوں پر کوئی اثر نہ کیا اس پر بہت سے آتش پرست مسلمان ہو گئے''۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۲۴) اچھا ہوا جو کہ خواجہ صاحب آج موجود نہیں ورنہ فائر بریگیڈ کمپنیاں اِنکے حصول کیلیئے آپس میں دنگا فساد کرتیں کہ اِن سے کون خدمات لے)

۶۔ ''ایک عورت خواجہ فریدالدین گنج شکر کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا بادشاہ نے میرے بے گناہ بچے کو تختہ دار پر لٹکوادیا ہے چنانچہ آپ اصحاب سمیت وہاں پہنچے اور کہا ''الٰہی اگر یہ بے گناہ ہے تو اسے زندہ کر دے'' لڑکا زندہ ہو گیا اور ساتھ چلنے لگا یہ کرامت دیکھ کر (ایک) ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔ (اسرار الاولیاء صفحہ ۱۱۱۔۱۱۰) بڑا اچھا موقع ہے گجرات اور احمد آباد کے فساد میں ہلاک ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو زندہ کر کے پورا ہندوستان مسلمان کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ ''ایک شخص نے بارگاہ غوثیہ میں لڑکے کی درخواست کی آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اتفاق سے لڑکی پیدا ہوگئی آپ نے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور قدرت کا کرشمہ دیکھو جب گھر آیا تو اسے لڑکی کی بجائے لڑکا پایا'' (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۷) سنا ہے مشہورِ زمانہ سنگر مائیکل جیکسن اپنی جنس تبدیل کروانا چاہتا ہے۔ لہذا اسکے لیئے اعلان ہے کہ علماء دیوبند کیطرف متوجہ ہو۔

۸۔ ''پیران پیر غوث اعظم مدینہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد آرہے تھے راستے میں ایک چور ملا جو لوٹنا چاہتا تھا، جب چور کو علم ہوا کہ آپ غوث اعظم ہیں تو قدموں پر گر پڑا اور زبان پر ''یا سیدی عبدالقادر شیئاً لِلّٰہ'' جاری ہوگیا آپ کو اس کی حالت پر رحم آگیا اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے غیب سے ندا آئی ''چور کو ہدایت کی رہنمائی کرتے ہو قطب بنادو چنانچہ آپ کی ایک نگاہ فیض سے وہ قطب کے درجہ پر فائز ہوگیا''۔ (سیرت غوثیہ صفحہ ۶۴۰) عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دینی کتب خشک ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں لوگوں کی طبیعتِ لطائف کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

۹۔ ''میاں اسماعیل لاہوری المعروف میاں کلاں نے صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت جب نگاہ کرم ڈالی تو دائیں طرف کے مقتدی سب کے سب حافظِ قرآن بن گئے اور بائیں طرف کے ناظرہ پڑھنے والے'' (حدیقہ الاولیاء صفحہ ۱۷۶) یہ وضاحت مطلوب ہے کہ جو پہلے سے حافظ اور ناظرہ پڑھنے والے تھے وہ کیا بنے؟

۱۰۔ خواجہ علاؤ الدین صابر کلیری کو خواجہ فرید الدین گنج شکر نے کلیر بھیجا۔ ایک روز خواجہ صاحب امام کے مصلے پر بیٹھ گئے لوگوں نے منع کیا تو فرمایا ''قطب کا رتبہ قاضی سے بڑھ کر ہے'' لوگوں نے زبردستی مصلی سے اُٹھا دیا حضرت کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لیئے جگہ نہ ملی تو مسجد کو مخاطب کر کے فرمایا: ''لوگ سجدہ کرتے ہیں تو بھی سجدہ کر'' ۔ یہ بات سنتے ہی مسجد مع چھت اور دیوار کے لوگوں پر گر پڑی اور سب لوگ ہلاک ہوگئے۔

(حدیقہ الاولیاء صفحہ ۷۰) واہ مسلمانوں کا ہادی بھی اور قاتل بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تو کبھی بھی غصہ میں دشمن تک کو قتل نہ کروایا۔

# اَحناف کے عقائد پر ایک نظر

۱۱۔ صوفی عفیفُ الدّین تِلمسانی: ''قرآن میں توحید ہے کہاں؟ وہ تو پورے کا پورا شرک سے بھرا ہوا ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کبھی توحید کے بلند مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ (امام ابن یتمیہ از کوکن عمری صفحہ ۳۲۱)۔

(یقیناً ہدایت تو علماء دیوبند کے تبلیغی نصاب ہی میں ہے)۔

۱۲۔ جناب بایزید بسطامی: حدیث شریف کے بارے میں تبصرہ کرتے ہیں کہ: ''تم (اہل شریعت) نے اپنا علم فوت شدہ لوگوں یعنی محدّثین سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اسی ذات سے حاصل کیا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے (یعنی براہِ راست اللہ تعالیٰ سے) ہم لوگ کہتے ہیں:

(حالانکہ ایسا صحابہؓ رضی اللہ عنہم بھی نہ کر سکے، تو پھر بڑا کون ہوا؟)

((حَدَّثَنِیْ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّیْ)) ''میرے دل نے میرے رب سے روایت کیا''۔

امام ابن الجوزی اس باطل دعویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس نے بھی اس طرح کا دعویٰ کیا اُس نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی ہے۔ پس جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے''

۱۳۔ حضرت بایزید بسطامی: تیس سال تک شام کے جنگلوں میں ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے ایک سال آپ حج کو گئے تو ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے تھے یہاں تک کے بارہ سال میں مکہ معظّمہ پہنچے۔ (صوفیاء نقشبندی صفحہ ۸۹) (کیا یہ عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے؟)

۱۴۔ پیران پیر (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) پندرہ سال تک نمازِ عشاء کے بعد اورطلوع صبح سے پہلے ایک قرآنِ شریف ختم کرتے، آپ نے یہ سارے قرآن پاک ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر ختم کیئے۔ نیز خود فرماتے ہیں۔ ''میں پچیس (۲۵) سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا پھرتا رہا ایک سال تک ساگ، گھاس اور پھینکی ہوئی چیزوں پر گزارہ کرتا رہا اور پانی مطلقا نہ پیا پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال صرف پانی پر گزارہ رہا پھر ایک سال نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا'' (فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں) (غوث الثقلین صفحہ۸۳)۔

۱۵۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری: کثیر المجاہدہ تھے۔ ستر (۷۰) برس تک رات بھر نہیں سوئے۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۵۵)۔ (تو پھر سوتے کب تھے؟ کیونکہ نبی ﷺ نے سونا اپنی سنت میں بتایا ہے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے پر وعید ہے۔)

۱۶۔ حضرت فریدالدّین گنج شکر نے چالیس روز کنوئیں میں بیٹھ کر چلہّ کشی کی۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۷۸)۔

۱۷۔ حضرت جنید بغدادی کامل تیس (۳۰) سال تک عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر اللہ اللہ کرتے رہے۔ (اللہ نے تو فرمایا ہے کہ جب نماز عبادات میں آؤ تو عجز اختیار کرو جیسے فرمایا (البقر:۲۳۸) ''((وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ))'' اب یہ حالتِ عجز و انکساری ہے یا توحینِ الٰہی؟)

۱۸۔ خواجہ محمد چشتی نے اپنے مکان میں ایک گہرا کنواں کھدوا رکھا تھا جس میں اُلٹے لٹک کر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ (سیر الاولیاء صفحہ ۴۶) (قارئین اللہ کو گواہ بنا کر انصاف فرمائیں کہ یہ انسانوں کا فعل ہے یا۔۔۔۔۔)۔

۱۹۔ حضرت ملّا شاہ قادری فرمایا کرتے ''تمام عمر ہم کو غسلِ جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل، نکاح اور نیند سے متعلق ہیں ہم نے نہ نکاح کیا

ہے اور نہ سوتے ہیں۔ (حالانکہ حدیث شریف کے ایک معروف واقعہ میں نبی صلعم نے تین صحابہ رضی اللہ عنہم کو تین کام ترک کرنے پر سخت وعید سنائی ایک تو نیند نہ کرنا، دوسرا نکاح نہ کرنا اور تیسرا ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی۔ اب ملا صاحب کا فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے (حدیقتہ الاولیاء صفحہ ۵۷)

یہ سارے طریقے کتاب وسنت سے جس قدر دور ہیں اُسی قدر ہندو مذہب کی عبادت وریاضت سے قریب ہیں۔ صوفی مذہب اور ہندو مذہب میں کس قدر ناقابل یقین حد تک یگانگت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں کیونکہ آپ خود بھی اُنکے درمیان ہی تو پلے بڑھے ہیں۔

# افکار و نظریات تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کے منجھے ہوئے کھلاڑی سیدھے سادھے مسلمانوں کو پھانس کر وہ افکار و نظریات جو قطعاً غیر اسلامی ہیں ان مسلمانوں کے ذہنوں میں راسخ کر دیتے ہیں جنہیں وہ خالص اسلامی نقطۂ نظر سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ اور چونکہ اِن پر قرآن وحدیث اور دیگر علماء کی کتابیں پڑھنے پر پابندی ہوتی ہے لہذا وہ ساری عمر سچائی کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اِن کتابوں سے لئے گئے چند غیر اسلامی نظریات کو آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں پڑھکر آپ خود فیصلہ کر لیں۔ اگر میں اِن کی وضاحت کرنے جاؤں تو یہ خط کہیں سے کہیں پہنچ جائیگا۔

۱۔ قرآن کی تلاوت سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔

۲۔ قابلِ اتباع صحابہ کرام نہیں صوفیاء ہیں۔

۳۔ نبی علیہ کے فضلات پاک ہیں۔

۴۔ اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔

۵۔ نبی کریم ﷺ کی قبر عرش و کرسی سے افضل ہے۔
۶۔ کراماً کاتبین سے کوئی عمل چھپایا بھی جا سکتا ہے۔
۷۔ زیارتِ قبر نبوی صلعم شفاعت کا باعث ہے۔
۸۔ قرآن کے ظاہری معنٰی سے مراد تلاوت ہے۔
۹۔ قرآن کے مفاہیم بھی کشف سے معلوم ہوتے ہیں۔
۱۰۔ قرآن محض ایک نقطہ کا پھیلاؤ ہے۔
۱۱۔ خودکشی بذریعہ روزہ و نماز جائز ہے۔
۱۲۔ فرائض کا ترک کرنا کفر نہیں ہے۔
۱۳۔ کائنات کا نظام قطب و ابدال کے ہاتھ میں ہے۔
۱۴۔ کچھ صوفی مستجاب الدعاء بھی ہوتے ہیں۔
۱۵۔ نماز کا حق صرف صوفی ہی ادا کرتے ہیں۔
۱۶۔ روزہ کا اہتمام صوفیاء کی طرز پر کیا جائے۔
۱۷۔ صوفیاء کو غیب کی ہر چیز کشف سے معلوم ہو جاتی ہے۔
۱۸۔ صوفیاء کو درجہ کمالات غیر شرعی اذکار کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔
۱۹۔ امام ابو حنیفہؒ کا دفاع ہر صورت میں کیا جائے۔
۲۰۔ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر بھی معاف ہوتے ہیں۔
۲۱۔ اولیاء کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔
۲۲۔ صوفیاء کے نزدیک ورد اور مراقبہ افضل ترین عبادت ہے۔

ان نظریات کو جان کر کافر کو کافر کہنے میں کیا تامل نہ ہوگا؟ کیونکہ کافروں کو انہی عقائد کی بنیاد پر ہی کافر کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہی کفار ہم سے سوال کر لیں کہ جو عقائد و نظریات ہم اپنے بزرگوں اور اولیاء کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اگر وہی نظریات تم بھی

اپنے اولیاء کے بارے میں رکھتے ہو تو پھر ہمیں کافر کیوں کہتے ہو۔ تو ہمارے پاس سوائے اپنی بغلیں جھانکنے کے اور کوئی راستہ نہ ہوگا۔

آج یہ صوفیاء کہتے ہیں کہ برصغیر میں اسلام انہی کی وجہ سے پھیلتا رہا ہے۔ لیکن کیا یہ بتاسکیں گے کہ اگر آج کا کافر اِن باتوں کو جان لے تو وہ اسلام قبول کرنا تو دور کی بات اُلٹا دینِ اسلام سے متنفر ہو جائے گا یا پھر ایسے سوالات میں ہمیں پھنسا لے گا کہ جسکا جواب یہ علماء کتاب وسنت سے دینے سے عاری ہونگے۔ کیونکہ انکی ساری دعوت کا دارومدار قصے کہانیوں اور من گھڑت باتوں پر ہے۔ جو کہ سچے داعی کو زیب نہیں دیتیں۔

نوٹ: اگر آپ ہر عنوان کی تفصیل جاننا چاہتے ہوں تو اِن کی ساری کتابوں کو چھاننے کی ضرورت نہیں صرف ایک کتاب ''تبلیغی جماعت ۔عقائد۔ افکار ونظریات اور مقاصد کے آئینہ میں'' ازقلم ابو الوفاء محمد طارق خان پڑھ لیں آپکے سارے اشکالات دور ہو جائینگے۔ ان شاءاللہ۔

# مقاصدِ تبلیغی جماعت

## (۱) پہلا مقصد: صوفیت کی ترویج:

تبلیغی نصاب میں فضائل کے تقریباً تمام ہی ابواب صوفیہ کی تعریف وتوصیف اور احوال واعمال سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو اس بات کا کُھلا ثبوت ہیں کہ اس جماعت کا اصل مقصد مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت نہیں بلکہ صوفیت کی ترویج واشاعت ہے۔

مشائخ صوفیہ معرفتِ الٰہی کی طرف بلاتے ہیں۔ (فضائلِ تبلیغ۔ص ۵)

اخلاص کے پیدا کرنے کے واسطے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں۔ غور وفکر معرفت کی کنجی ہے یہی غور وفکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ (فضائلِ ذکر ص ۵۱)

## (۲) دوسرا مقصد: قرآن وحدیث کی تعلیم سے روکنا:

فضائلِ قرآن میں مولانا ذکریا صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن ہدایت کا ماخذ نہیں بلکہ صرف رٹنے اور ثواب حاصل کرنے کی چیز ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ کی روایت جس میں نبی صلعم نے انکو تین دن میں ایک قرآن سے زیادہ ختم کرنے کی اجازت نہ دی۔ (حکایات صحابہؓ باب ۱۱ حکایت نمبر ۱۷)۔ لیکن تعلیمات صوفیہ اور اعمالِ اکابرین جماعت کا عمل جو یہ ثابت کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ ایک رات میں ایک سے ۸ قرآن تک ختم کر لیتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نام پر بھی رمضان المبارک میں ۶۱ قرآن ختم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہی مولانا ذکریا صاحب ایک عام آدمی کو قرآن کے معنٰی جاننے کی غرض سے پڑھنے سے پہلے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتلاتے ہیں۔ اس غرض سے کہ لوگ قرآن کو پڑھکر سمجھنے کا خیال بھی دل سے نکال دیں۔ حالانکہ اِن پندرہ علوم کی ضرورت نہ تھی نہ آج ہے صرف آدمی کو عربی لغت اور گرامر سے واقفیت ہونا ضروری ہے باقی مشکل مفسرین کی لکھی ہوئی تفاسیر سے خود بخود حل ہو جاتی ہے۔ لیکن تبلیغی جماعت کے اکابرین کو یہ ہرگز قابلِ قبول نہیں کہ لوگ قرآن وحدیث سے واقف ہوں۔ اگر لوگوں کو اس سے واقفیت ہو گئی تو اِنکا کاروبار بند ہو جائیگا۔ اسے بحال رکھنے کے لیئے اِنکی جدوجہد چل رہی ہے۔

## (۳) تیسرا مقصد: بنیادی اخلاقیات کی پامالی:

تبلیغی جماعت کا نصاب اگر ایک جانب بنیادی عقائد اور اسلامی نظریات کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام نظر آتا ہے تو وہیں دوسری جانب بُنیادی اخلاقیات کی تعلیم میں بھی غلط رخ اختیار کیئے دیکھائی دیتا ہے۔ مولانا ذکریا صاحب نے اپنے اِن رسائل میں جابجا عِشق اور کامیاب عِشق بازی کے کلیئے درج کیئے ہیں۔

صوفیت میں جہاں اور بہت سی قباحتیں ہیں وہیں ایک خباشت بُنیادی اخلاقیات سے محرومی بھی ہے۔ کیونکہ صوفی اپنے تئیں شرعی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے اسلئے اسکے اخلاق و اعمال کی کوئی حدو انتہا نہیں ہوتی حتیٰ کہ قوم لوط علیہ السلام کا فعل بھی اِن سے کچھ بعید نہیں (جسکی مثالیں ثبوت کے طور پر اِنکی کتب میں موجود ہیں اور بوقتِ ضرورت پیش کی جاسکتی ہے)۔

## (۴) چوتھا مقصد: رہبانیت کی تعلیم دینا:

حقیقت یہ ہے کہ رہبانیت اسلام کی ضد ہے اور اسلام میں اسکے لیئے کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ اسلام سے قبل بھی جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کی یہ ان کا اپنا بدعتی طریقہ تھا لیکن تبلیغی جماعت کے اہداف و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد لوگوں کو رہبانیت کی طرف مائل کرنا بھی ہے۔ اس غرض سے صوفیاء کا طریقہ اور افکار و نظریات کو نہایت شد و مد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

مولانا زکریا صاحب رہبانیت کا دفاع کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ رہبانیت کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور رہبانیت دین اسلام کا جزء اور حصہ ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ (آج خانقاہوں میں بیٹھنے والوں پر ہر طرف سے الزام ہے ہر طرف سے فقرے کسے جاتے ہیں، آج انہیں جتنا چاہیں بُرا بھلا کہہ لیں کل جب آنکھ کھلے گی اُس وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ کما کر لے گئے۔ جب وہ منبروں اور بالا خانوں پر ہونگے۔ اور پھر معلوم ہوگا کہ یہ ہنسنے والے اور گالیاں دینے والے کیا کما کر لے گئے۔ (فضائلِ ذکر۔ص ۴۰، ۴۱)

## (۵) پانچواں مقصد: حنفی مذہب کا تحفظ کرنا:

حنفی مذہب کے بیشتر مسائل قرآن و حدیث سے متصادم ہیں چنانچہ حنفی مذہب

کی بقاء کی خاطر جہاں کچھ دوسرے اقدامات ہوئے وہیں تبلیغی جماعت بھی وجود میں آئی جسکا مقصد لوگوں کو فضائل میں اُلجھا کر عقائد اور مسائل کا علم حاصل کرنے سے دور رکھنا تھا۔ تبلیغی جماعت کے قیام کا بنیادی مقصد عوام الناس کو قرآن وحدیث کے علم سے براہ راست استفادہ اور حنفی مسلک کی خامیوں پر مطلع ہونے سے روکنا ہے۔

مولانا زکریا صاحب نے اپنے تمام رسائل میں ہر جگہ امام ابوحنیفہ کو امامِ اعظم (فعل تفصیل کا صیغہ ہے جسکے معنٰی ہوئے ایسا امام جس سے بڑا امام کوئی ہے ہی نہیں) قرار دیا ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ ہمارے سب سے بڑے امام نبی کریم ﷺ ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم امام نہیں بلکہ رسول و نبی ہیں تو پھر انھیں جان لینا چاہئے کہ قیامت کے دن انکا حشر بھی امام ابوحنیفہ کے ایسے پیروکاروں کیساتھ ہی ہوگا جو نبی صلعم کو امام اعظم ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

مولانا زکریا صاحب نے امام ابوحنیفہؒ کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کے بجائے بیشتر مقامات پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کیا ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ لقب صحابہؓ کرام کے ساتھ خاص ہے اور امام ابوحنیفہؒ صحابی نہیں ہیں بلکہ اکثر علماء کے نزدیک ان کا تابعی ہونا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کی ملاقات کسی بھی صحابیؓ سے ثابت نہیں جبکہ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش تحریر فرماتے ہیں کہ (یحییٰ بن معاذ نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کی میں آپؐ کو قیامت کے دن کہاں تلاش کروں تو آپؐ نے فرمایا: ابوحنیفہ کے جھنڈے کے پاس (کشف المحجوب ص۱۴۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اس صوفی کے عقیدے میں قیامت کے دن نبی ﷺ امام ابوحنیفہؒ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے (معاذ اللہ)۔ تبلیغی جماعت دراصل حنفیت کی دفاعی فوج ہے اور دفاعی فوج کا کام صرف دفاع کرنا ہوتا ہے حملہ کرنے کی اس کو اجازت نہیں ہوتی یعنی تبلیغی جماعت کا لائحہ عمل یہ ہے کہ اپنا مذہب چھوڑو نہیں اور دوسرے کا

چھیڑو نہیں بلکہ نئے آنے والے کو اپنے ساتھ ملا کر اسے اُسکے ماحول سے دور لے جاؤ تا کہ وہ اگر حنفی نہ بھی بنے تو حمایتی تو ضرور بن جائیگا جس سے حنفی مذہب کے تحفظ و تقویت کا باعث بنا رہیگا۔

## (۶) چھٹا مقصد: روحِ جہاد و قتال کو ختم کرنا۔

جہاد و قتال اسلام کے دیگر فرائض کی طرح ایک اہم ترین فرض ہے جس کا انحصار اسکی شرائط کے پورے ہونے پر ہے چنانچہ جب بھی یہ شرائط پوری ہونگی جہاد و قتال مسلمانوں کے لیئے ضروری ہوگا۔ انگریزوں کے قبضے کے دوران ہی تبلیغی جماعت نے کھل کر جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان تو نہیں کیا لیکن دیگر عبادات کے فضائل کو جہاد کے مقابلے میں بڑھا چڑھا کر بیان کیا تا کہ مسلمانوں میں پائی جانے والی روحِ جہاد کو ختم کیا جائے۔ اسی غرض سے زکریا صاحب نے متعدد جگہوں پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نوافل کا اہتمام جہاد و قتال سے زیادہ افضل ہے۔ قتال فی سبیل اللہ کو نماز اور روزے سے بھی کم تر کر کے دکھایا گیا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک ذکر کی مجالس میں ذکر کے ذریعے سے سرکش نفس کو قابو میں کیا جاتا ہے اس لیئے یہ جہادِ اکبر ہے۔

قتال کے بغیر امت مسلمہ کا عروج ناممکن ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قتال کے بغیر ہی اسلام دنیا میں غالب ہو جائیگا وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ممکن ہوتا تو نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی قتال کی ضرورت نہ پڑتی اور اسلام بغیر کسی جنگ و جدل کے غالب ہو جاتا پس جاننا چاہیئے کہ تبلیغ کے ذریعے سے مسلمانوں کی تعداد کو تو بڑھایا جا سکتا ہے اسلام کو بحیثیت نظام ہرگز نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ محض میٹھی میٹھی تبلیغ کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ کافروں کے ساتھ سختی کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس سختی کا ایک انداز قتال بھی ہے یعنی قتال بوقت ضرورت مسلمانوں پر فرض ہے اور اسکی ضرورت سے

انکار کفر ہے۔

اور مسلمانوں کے اِن علماء کا اللہ کو پہلے سے علم ہے اسلیئے اللہ نے باقاعدہ طور پر فرمایا۔

﴿وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾

(سورة البقره: ٢١٦)

''ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو، حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔''

## (۷) ساتواں مقصد: قبر پرستی کی ترغیب دینا:

قرآنِ کریم اس بات کی صراحت کر چکا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اِن میں زندگی کی رمق تک نہیں ہوتی اور انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ خود کب اُٹھائے جائینگے۔ لیکن تبلیغی جماعت کے اکابرین اس بات کے قائل ہیں کہ مردے سنتے ہیں بلکہ جس طرح زندہ آدمی دنیا میں کسی کی مدد کرتے ہیں اسی طرح مردے بھی قبر میں لیٹے ہونے کے باوجود مدد کرنے پر قادر ہوتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر مولانا زکریا صاحب کے نزدیک زندہ حقیقت میں مردہ ہوتا ہے اور مردہ درحقیقت زندہ ہے۔

تبلیغی نصاب کے اندر ایسے اَن گنت قصے موجود ہیں۔ مردہ کہتا ہے۔ ''دیکھو جی حیرت کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ اور ایک جگہ ایک مردہ قبر میں رکھنے کے بعد آنکھ کھول دیتا ہے۔ تیسری جگہ ایک مردہ غسل دینے والے کا انگوٹھا پکڑ لیتا ہے۔ اور یہ سارے یہی کہتے ہیں کہ یہ مرے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل

ہوگئے ہیں۔ اِنکے بہت بڑے بزرگ تو مرنے کے کئی برسوں بعد دیوبند کے دومولویوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے پہنچ گئے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابرین اپنے بزرگوں کی قبروں پر جا کر مراقبہ کرتے ہیں اور اُن سے فیض حاصل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ اِن کے نزدیک مردہ زندے سے بھی زیادہ زندہ ہوتا ہے۔

مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور اُن کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بے شک صحیح ہے (مولانا خلیل احمد سہارنپوری المھند علی المفند۔یعنی عقائد علماء دیوبند۔ص ۴۵)

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا سید ابوالحسن ندوی اِن ساروں کا یہی عقیدہ ہے اور مولانا زکریا صاحب نے فیوض کو ثابت کرنے کی بہت سی جگہوں پر کوشش کی ہے۔ اگر قبروں سے کسی کو فیض حاصل ہوتا بھی ہو تو وہ فیض اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں بلکہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہوگا کیونکہ قبر پرستی اللہ کی ناراضگی اور شیطان کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اور انکا یہ عقیدہ واضح دلیلوں کے خلاف ہے جو تبلیغی جماعت کے اکابرین اہل قبور سے مدد اور فیوض حاصل کرنے کا رکھتے ہیں۔

## (۸) آٹھواں مقصد: انکارِ رسالت کے چور دورازے سے داخل کرنا:

۱۔ تقلیدِ مطلق ۲۔ تقلیدِ شخصی ۳۔ توحیدِ مطلب

### (۱) تقلیدِ مطلق۔

کسی کی بات کو بلا دلیل مان کر اس پر عمل پیرا ہو جانا تقلیدِ مطلق ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں جب تقلید کا آغاز ہوا تو تقلید کی یہی ایک قسم پائی جاتی تھی۔ قرآن و حدیث یا اجماعِ اُمت کی دلیل طلب کئے بغیر مسئلہ کے صحیح یا غلط اور عذاب یا ثواب کو

بتانے والے عالم کے ذمہ ڈال کر عمل پیرا ہو جانا ہے۔

## (۲) تقلید شخصی:

کسی شخص کی بلا دلیل بات اور فتویٰ کو اپنے لیئے حجت سمجھنا تقلید شخصی کہلاتا ہے۔ اس قسم کی تقلید میں کسی خاص شخصیت کا التزام کیا جاتا ہے جیسا کہ حنفی کے لیئے امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں ہوتی۔ خواہ وہ قرآن وحدیث کے احکامات کو اپنے امام کے قول کے تابع ہی کیوں نہ کردے۔ اسی کا نام تقلیدِ شخصی ہے۔ قرآن و حدیث کو اپنے امام کے فتویٰ کے موافق لانے کے لیئے ہر قسم کی تاویلات وتحریفات کا دروازہ کھل گیا نیز اماموں میں تقسیم ہو کر اُمت کی وحدت بھی پارہ پارہ ہوگئی۔

## (۳) توحید مطلب:

یہ تقلید کی بدترین قسم ہے اور انکار رسالت کا چور دروازہ کہا جاسکتا ہے۔ جس میں مقلد ہر قسم کی شرعی پابندی سے ہی آزاد ہو گیا اب اسکے لیئے اُسکے پیر کا حکم ہی دین و شریعت بن گیا۔ پیر کا قول ہی دراصل شریعت ہے اور مرید کو یہ جاننے یا سوچنے کی بھی اجازت نہیں کہ اسکے پیر کا قول دین وشریعت کے خلاف تو نہیں ہے۔ اس توحیدِ مطلب کی تعریف مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف تھانوی اور مولانا زکریا صاحبان نے بہت ہی نرالے انداز میں کی ہے۔ پڑھ کر دل کانپنے لگتا ہے۔

اب کوئی بھی شخص اگر اس قسم کا عقیدہ رکھے گا تو لازمی بات ہے کہ اسکے لیئے اپنے پیر کے منہ سے نکلی ہوئی بات اللہ تعالیٰ کے فرمان کے درجہ میں ہوگی نیز توحیدِ مطلب کا ایک اہم رکن وحدت الوجود بھی ہے۔ پس اِن تمام خباثتوں کے باعث توحیدِ مطلب ایک کفر الحاد اور انکارِ رسالت پر مبنی تقلید ہے جس کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

## ۹۔ نواں مقصد: جھوٹے قصّے کہانیوں میں الجھائے رکھنا:

تبلیغی نصاب کی تیاری میں مولانا زکریا صاحب نے جن کتب کا سہارا لیا ہے اُن میں اکثر غیر معروف و غیر مستند ہیں۔ جن کا لازمی نتیجہ جھوٹے اور من گھڑت قصص کا تبلیغی نصاب میں شامل ہونے کی صورت میں نکلتا ہے۔ مگر تبلیغی جماعت کے لوگ اپنی آنکھوں پر عقیدت کی پٹی باندھ لینے کے بعد اِن قصص کو بڑی ڈھٹائی سے ہر اجتماع میں سنتے اور سُناتے ہیں۔ اگر میں اِن واقعات کو لکھنا شروع کروں تو یہ فضائل اعمال کا تیسرا حصّہ بن جائیگا۔ اس لیئے چند واقعات کا ذکر کر دیتا ہوں۔ آپ خود پڑھ لیں پتہ چل جائیگا کہ ان کہانیوں میں کتنی سچائی ہے۔

(۱) فضائل ذکر۔ص۔۱۰۵ ۔ ایک کافر بادشاہ کا قصّہ
(۲) فضائلِ درود۔ص۔۹۹۔ بنی اسرائیل کے ایک گنہگار شخص کا قصّہ
(۳) فضائلِ حج۔ص۔۱۳۲ ۔ حضرت عثمانؓ کا قصّہ
(۴) فضائل صدقات ص۔۶۵۷ ۔ ایک کفن چور کا قصّہ
(۵) فضائلِ صدقات ص۔۴۷۹ ۔ حسن بی بی اور انکے بھائی کا واقعہ

# تقلید کا پھندا

اَن پڑھ اور جاہل عوام کی کثیر تعداد محض اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں غیر مسنون افعال اور بدعات میں پھنسی ہوئی ہے اور یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتی کہ ان اعمال کا دین سے کیا تعلق ہے۔ ایسے لوگوں کی ہر زمانے میں یہی دلیل رہی ہے۔

**﴿بَلْ وَجَدْنَا آبَآءَ نَاكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ۝﴾**

**(سورة الشعرآء:۷٤)**

''ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسا کرتے پایا (لہذا ہم بھی ایسا ہی کر

رہے ہیں)''۔

بعض لوگ شخصیت پرستی یعنی اماموں کی تقلید بعض لوگ علماءِ سوء کی تقلید میں بدعات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور بعض حکمرانوں کی تقلید اور کچھ لوگ رسم و رواج کی تقلید میں بدعات اختیار کیئے ہوئے ہیں۔

اُمتِ مسلمہ میں اختلاف و اِنتشار کا آغاز اُس وقت ہوا ہے جب اتباع و اطاعت کو چھوڑ کر اس کی جگہ تقلیدِ شخصی کو اختیار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے امام حضرت محمد ﷺ کو پیچھے چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے اماموں کے نام مختلف مذاہب کی بنیاد رکھی گئی۔ جبکہ یہ اندھی تقلید فساد کی جڑ ہے اور اس کے اثرات ونتائج اُمت کے لیئے تباہ کن ثابت ہوئے ہیں۔ تقلید نے اُمتِ مسلمہ کو سوائے افتراق اور انتشار کے کچھ نہیں دیا۔ تقلید کی درآمد سے قبل مسلمانوں کی جنگیں کفار سے ہوا کرتی تھیں اور مسلمان آپس میں متحد تھے۔ ستیاناس ہو اس اندھی تقلید کا جس نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا شروع کر رکھا ہے۔

یہ تقلید ایسی آفت ہے کہ جو شخص ایک دفعہ اس کے چنگل میں پھنس جاتا ہے تو پھر وہ سنتِ رسول ﷺ پر عمل کے قابل نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے تقلیدی مذہب کا پیروکار بن کے رہ جاتا ہے۔ مقلدوں کے لئے قرآن وحدیث سے ثابت شدہ اعمال پر عمل کرنا یا انہیں قبول کرنا بھی بہت مشکل دکھائی دیتا ہے۔ مقلد ضعیف سے ضعیف روایات کا سہارا لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کی صحیح احادیث کا انکار کرنے پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

مقلد اُمتیوں کے پیچھے جاتا ہے جبکہ اتباع کرنے والا رسول ﷺ کے راستے کا متلاشی ہوتا ہے۔ لہذا جو فرق بینا اور نابینا میں ہے وہی فرق متبع اور مقلد میں ہے۔ اور جیسے مشرک موحد نہیں ہوسکتا بدعتی اہل سنت نہیں ہوسکتا ایسے ہی مقلد کبھی متبعِ رسول

ﷺ نہیں ہوسکتا۔ مقلد ہمیشہ لکیر کا فقیر ہوتا ہے اسلیئے دلیل کے بغیر ہی ہر اَیرے غیرے کی بات پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اُمت میں سے کسی فرد و بشر کو تقلید کرنے کا حکم نہ تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور نہ ہی اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ نے دیا ہے۔ اور نہ ہی امام ابو حنیفہؒ نے کہیں یہ کہا ہے کہ میری تقلید کرنا اور میرے نام پر ایک مذہب کی بنیاد رکھ لینا۔ جبکہ اہلحدیث درحقیقت متبع رسول صلعم ہیں اور اتباع رسول صلعم کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے۔ اس لیئے ہمارے امام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے منصبِ امامت پر فائز فرمایا ہے۔ اِن کے علاوہ ہم کسی اُمتی کے مقلد نہیں ہیں۔ خواہ وہ اُمتی خود غیر مقلد ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ اسکی غلطی کو ہم سرِ عام بیان کرنے کو تیار ہیں۔ نبی ﷺ یا اجماع صحابہ کی طرف رجوع کرنا تقلید میں داخل نہیں ہے۔ اتبّاع و اطاعت سے اُمت میں اتحاد برقرار رہتا ہے جبکہ تقلید اس کے برعکس اُمت کو فرقوں میں بانٹ دیتی ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے مقلدوں نے تقلید کرنے میں جُٹ کر ایک دین کو چار دین بنا دیا ہے۔ اِن مقلدوں نے یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ حنفی مقلدوں کو دیکھ لیں دیو بندیوں اور بریلویوں میں بٹے اور ایک دوسرے کو کافر سمجھتے اور کہتے ہیں اور پھر اس سے آگے کوئی قادری بن گیا اور کوئی چشتی، کوئی نقشبندی اور کوئی سہروردی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقلید بھیڑ چال کا نام ہے اور تقلید فرقہ بندی کی ماں ہے جو فرقوں کو جنم دیتی ہے۔ تقلید گمراہی کی جڑ ہے جس سے اُمت میں انتشار و بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ اور اس نے اُمت کی اجتماعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ مقلد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتبّاع کو ڈھیلا چھوڑ کر اپنے امام کی تقلید کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔

بہت سارے محدِّثین کرام اور اہل علم کو مقلدین حضرات اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں حالانکہ تقلید کے خلاف بہت ساروں کی تصنیفات موجود ہیں

جیسے امام سیوطیؒ کی ردّ تقلید پر کتاب،، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیم وغیرہ جنہوں نے اتّباع واطاعت کو فرض اور اندھی تقلید کو حرام قرار دیا ہے۔

# صرف نعرے بازی

## ''فخر سے کہو کہ ہم مقلد ہیں''۔

اسی طرح بی جے پی کا نعرہ ہے: ''گرو سے کہو کہ ہم ہندو ہیں''۔ آپکو اِن دونوں نعروں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ مسلمانوں کو اِن ملاّؤں نے کس حد تک گرا دیا ہے۔ اِن کے دوسرے نعرے

(۱) ترکِ تقلید کفر کا پہلا زینہ ہے۔

(۲) آئمہ کرام کی تقلید ایمان کا مضبوط قلعہ ہے

اس کے اِسٹکر بنا کر تقسیم کیئے گئے۔ ہماری مسجد میں لگے ہوئے تھے۔ اِن علماؤں کے صفِ اول کے عالم سے ثابت کرا دیں کہ یہ نعرے قرآن اور حدیث کی روشنی میں کہاں تک سچے ہیں۔ یہ گمراہ کُن نعرے صرف اپنے جبوں قبوں کو برقرار رکھنے اور بھولے بھالے بے علم واَن پڑھ قسم کے معصوم مسلمانوں کو بہکا کر دینِ اسلام سے خارج کر کے اپنے دینِ دیوبندیہ پر قائم رکھنے کے لئے ایک انتھک کوشش ہے۔

میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ باطل کبھی حق پر غالب نہیں آسکتا یہ میرا ایمان ہے۔ اور یہ ضرور ہوکر رہیگا۔ آج نہیں تو کل ہماری زندگی میں نہیں تو ہمارے بچے ضرور دیکھیں گے کہ اگر انہوں نے سچے دل سے توبہ نہ کی اور اِن حرکتوں سے باز نہ آئے تو اِنکے سارے کالے کارناموں کی وجہ سے اللہ پاک اِنکے منہ کالے کر کے رکھ دے گا۔

کیونکہ یہ چاروں اماموں کو برحق ماننے کا احساس دلاتے ہیں اور اپنے امام کو چھوڑ کر دوسروں کے بارے میں کفر کے فتوے بھی صادر کرتے ہیں۔ امام شافعی کے

بارے میں اِنکی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔خود پڑھ لیں پتہ چل جائیگا۔

لیکن اس کے برعکس ہم سب کو مانتے ہیں سب کے عمل جو قرآن اور حدیث سے مناسبت رکھتے ہیں اُن پر عمل بھی کرتے ہیں جیسے (ا) امام ابوحنیفہؒ دعاءِ قنوت رکوع سے پہلے کہتے ہیں جبکہ امام شافعی رکوع کے بعد اور اہلحدیث دونوں ہی جگہوں کو مانتے ہیں۔

نماز میں بسم اللہ کا پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور امام احمد کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔اور اکثر اہل حدیث کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ان کوفیوں کی تر دید کرتی ہے جو حوادث وغیرہ میں مطلقا نمازِ فجر میں قنوتِ نازلہ کو مکروہ سمجھتے ہیں اور انکا کہنا یہ ہے کہ قنوت پڑھنا مسنوخ ہو چکا ہے اور اس پر عمل بدعت ہے اور شافعیہ سال بھر پڑھتے ہیں جبکہ فریقین سے اہل حدیث کا مسلک معتدل ہے کہ حوادث و ہنگامی حالات میں پڑھیں البتہ مسلسل نہ ہو۔

## ہمارے عالموں اور خطیبوں کی دینی بصیرت کا جیتا جاگتا ثبوت:

ہمارے آج کے عالموں اور خطیبوں کے علم کے کیا کہنے۔ اِنکے سارے خطبے اپنے پیٹ کو مدِ نظر رکھ کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اپنی روٹی کی خاطر اللہ کے کلام اور نبی صلم کے فرمان کو بالائے طاق رکھکر خطبہ دیتے ہیں۔سچائی کو جانتے ہوئے بھولے مسلمانوں کو گمرہ کرتے ہیں۔ مساجد کے کمیٹی ممبروں کا لحاظ رکھکر خطبہ دیا جاتا ہے۔ ذرا سوچیں کی اِن خطبوں پر عمل پیرا ہوکر ہم کتنے پکے مسلمان بنتے ہیں۔ اس کے لیئے چند مثالیں دے رہا ہوں تا کہ آپکو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے۔

(ا) نکاح کے دوران امام دُعا مانگتا ہے کہ:

اللہ اس دُولہا، دُلھن میں ایسی محبت پیدا فرما جیسے تو نے یوسف اور زُلیخا میں پیدا کی تھی۔ کیا کوئی امام یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اُن دونوں کی شادی ہوئی تھی۔ لیکن یہ نیم ملّا دُعائیں مانگتے آ رہے ہیں اور سب سے آمین کہلوا رہے ہیں۔ جن میں ہی میں اور آپ بھی شامل ہیں۔

(۲) عیدِ میلاد منا رہے ہیں اور وہ بھی نبی صلعم کی وفات پر۔ صِرف پیٹ کی خاطر چند پیسوں کے لیئے نبی صلعم کی وفات پر خوشیاں منانے کے لیئے تیار رہتے ہیں۔ اِن سے کہو کہ اپنے والدین کی وفات پر خوشیاں منائیں تب پتہ چلے گا۔

(۳) کسی امام میں یہ ہمت نہیں کہ وہ پردے پر لگا تار خطبہ دے۔ جہاد پر جس کے بارے میں اللہ نے قرآن کے ۸ پارے نازل فرمائے ہیں اِن کی زبان نہیں کھلتی۔ زبان سے جہاد کا نام لینے سے اِن کے پتّے پانی ہو جاتے ہیں۔ یہ اُس نبی صلعم کے اُمتی ہیں جس نے ۲۳ سال اپنی زندگی تلواروں کے سائے میں گزار دی۔

(۴) ہر ایک امام، مولوی، خطیب جس نام سے بھی پکار لو۔ اپنی بیوی کو نکاح میں ہندو دھرم کے رسم و رواج سے قبول کرتا ہے۔ ہندوئں کی تالی مسلمانوں کا لچھا جس کے بغیر نکاح ادھورا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نکاح ہوتا ہی نہیں۔ اِن سے پوچھو کہ اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ آج تک کسی امام نے اس بارے میں خطبہ نہیں دیا۔

(۵) اِن سب سے بڑھکر ایک اور بڑی لعنت بڑوں کے پیر چھونے کی ہے اُنہوں نے اس لعنت کو اس لیئے بحال رکھا ہوا ہے کہ اُنکا وقار بھی بحال رہے اور ہر ایک سے یہ اپنے پیر بھی پکڑواتے رہیں۔ اگر لوگ والدین کے پیر چھونا چھوڑ دیں تو اِنکے پیر چھونے والے باقی نہ رہینگے۔ اِن سے پوچھو یہ کہاں کا اسلام ہے اور اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟

یہ لَت آگے بڑھ کر مسلمانوں کو کُفر یہ عمل کرنے تک لے گئی وہ قبروں اور

مزاروں کے بھی پیر چھوتے یا پَیر پڑتے ہیں۔ کسی امام میں دم ہے کہ وہ اِن بھولے مسلمانوں کے عقیدے کو درست کرے اوران مشرکانہ حرکات سے نجات دلائے؟

(۶) ہر جگہ نت نئی رَسومات ان مولویوں نے گھڑ رکھی ہیں۔ کلکتہ میں مسلمان عورت اپنی مانگ میں سندھور بھرتی ہے؟ کیا یہ ہندوؤں سے لی ہوئی رسم نہیں ہے۔

(۷) ہندوؤں میں ستی کی رسم ہوا کرتی تھی اور اَبھی بھی جاری ہے۔ لیکن مسلمانوں میں اس طرح کا ظلم ایک نئے انداز میں ڈھایا جاتا ہے۔ شوہر کے مرنے پر اُسے غسل دیا جاتا ہے۔ میّت کو گھر سے لیکر نکلنے کے بعد محلے کی ساری عورتیں ملکر بیوہ کو اُس کی لحد کے پاس لیکر جاتی ہیں اور اُسکا مہر ظلم سے معاف کراتی ہیں اور ساتھ ہی اُسکی چوڑیاں توڑ کر اُس کی لحد میں دفن کی جاتی ہیں۔ ہندوئں کی یہ رسم زمانے دراز سے مسلمانوں میں چلی آرہی ہے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مسلمان مُلاؤں کا علم بھی اُن ہی لحدوں میں دفن ہو چکا ہے۔ ورنہ کیا مجال کہ یہ رسم مسلمانوں میں قائم رہتی۔

## تبلیغی جماعت: عالمِ اسلام کے کبار مفتیوں کی نظروں میں:

### (۱) شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ:

''ہندوستان سے نکلنے والی تبلیغی جماعت بدعتی اور گمراہ جماعت ہے''۔

### (۲) شیخ ابن باز رحمہ اللہ:

آخری فتویٰ (کیونکہ جماعت والوں نے انہیں بھی دھوکا دے کر اس سے پہلے ایک فتویٰ اپنے حق میں حاصل کیا ہوا ہے)

''جماعت تبلیغ (جس کا تعلق ہندوستان سے ہے) بدعت اور شرک پر عمل پیرا ہے اس جماعت کے ساتھ خروج ناجائز اور حرام ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص عالم ہو اور اس

جماعت کے ساتھ اس مقصد سے نکلتا ہو کہ وہ اِنکو بدعتوں اور شرکیہ اقوال و اعمال سے روکے تو اس کا خروج جائز ہے۔ لیکن اگر وہ اس جماعت کے ساتھ مکمل اتفاق کر کے خروج کرتا ہو تو یہ ناجائز ہے۔ اَن پڑھ اور علوم شرعیہ اور عقائدِ صحیحہ سے ناواقف شخص کو بھی اُن کے ساتھ جانا جائز نہیں''۔

## (۳) شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہُ اللہ:

جماعت تبلیغ میں خیر و بھلائی ہے اور اُس کا لوگوں کی زندگیوں پر اثر بھی ہے۔ مگر یہ جماعت علم حاصل کرنے میں کوئی شوق نہیں رکھتی اور اس جماعت کے بڑوں اور بزرگوں کے بارے مجھے جو اطلاعات ملی ہیں اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ صحیح عقیدہ پر نہیں ہیں اگر یہ بات صحیح ثابت ہو جائے تو پھر اِن لوگوں سے دور ہی رہنا چاہیئے اور اپنے ملک میں صحیح دین کی تبلیغ جاری رکھنی چاہیئے۔

''جماعتِ تبلیغ جو درحقیقت حنفی جماعت ہے اور حنفی جماعت ماتریدی جماعت ہے، یہ جماعت سلف کے عقیدہ پر نہیں ہے''۔

## (۴) علامہ محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ:

جماعت تبلیغ کے ساتھ خروج کرنا جائز نہیں۔ اس لیئے کہ یہ جماعت کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلعم کے طریقہ پر نہیں ہے۔ اور اللہ کے دین کی دعوت کے لیئے علماء کو نکلنا چاہیئے جہلا کو نہیں جہلا کو چاہیئے کہ اپنے ملک میں رہ کر دین سیکھیں اور جب وہ دین سیکھ کر عالم بن جائیں تو پھر دینی دعوت کا کام کر سکتے ہیں۔ اور موجودہ تبلیغی جماعت مختلف مذاہب رکھنے والے لوگوں کا مجموعہ ہے اُن میں سے کوئی عقیدے میں ماتریدی ہے تو کوئی اشعری، کوئی صوفی ہے تو کوئی لامذہب''۔

## (۵) علامہ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ:

تبلیغی جماعت ایک بدعتی جماعت ہے اور یہ جماعتِ صوفیا کے سلسلہ کی قادری جماعت سے تعلق رکھتی ہے اور اِن میں صوفیا کے دوسرے سلسلوں کے لوگ بھی ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے راستے میں نہیں نکلتے بلکہ بانی جماعت مولانا الیاس کے وضع کردہ راستے اور طریقہ پر نکلتے بلکہ بانئ جماعت مولانا الیاس کے وضع کردہ راستے اور طریقہ پر نکلتے ہیں اور اسی طریقہ و راستے کی تکمیل میں کام کرتے ہیں۔ میں قدیم سے اس جماعت کو جانتا ہوں یہ جماعت بدعتی جماعت ہے خواہ مصر میں ہو یا اسرائیل میں، امریکا میں ہو یا سعودی عرب میں جہاں کہیں بھی ہو یہ اپنے شیخ اور بانی شیخ الیاس کے ساتھ مضبوط رشتہ رکھتی ہے۔

## (٦) علامہ صالح بن فوزان الفوزان رحمہ اللہ:

خروج کا لفظ اسلام کی اصطلاح میں جہادِ فی سبیل اللہ کے لیئے استعمال ہوتا ہے یعنی کفار کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلنے کو خروج فی سبیل اللہ کہتے ہیں مگر اس جماعت کا یہ خروج بدعت فی الاسلام ہے۔ سلف صالحین میں اسکی کوئی مثال نہیں اور اللہ کے راستے میں مُعیّن دنوں کے لیئے نکلنا سلف میں معروف ومشہور نہیں اور اس کی اصل قرآن وسنت میں بھی نہیں جیسا کہ ۴۰ دن کے لیئے نکلنا یا تین دن یا سال کے لئے، دِنوں کے تعیّن کے ساتھ دین کے لئے نکلنا بدعت ہے۔

**(۷) علامہ حسین بن محسن بن علی جابر رحمہ اللہ** نے کتاب الطریق الی جماعۃ المسلمین صفحہ ۲۱۳ تا ۲۹۵ پر جماعت التبلیغ کا تعارف لکھا ہے، اس میں لکھا ہوا ہے:

''یہ طریقہء تبلیغ شیخ الیاس کو کشف کے ذریعے معلوم ہوا اور ان کے دل میں بذریعہ خواب قرآن کی آیت:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

**(سورۃ آل عمرٰن: ۱۰۰)**

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیئے ہی پیدا کی گئی ہے۔ کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

کی تفسیر القاء کی گئی وہ تفسیر جو القاء کی گئی یہ تھی کہ دین کی تبلیغ گھر سے نکل کر کرنی چاہیئے۔ گھر میں اور اپنے شہر میں مفید نہیں ہے۔

یہ جماعت اعلانیہ طور پر بُرائی سے روکنے پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ صرف اپنے ساتھ چلنے کو ترجیح دیتی ہے۔ یہ جماعت اپنے بنائے ہوئے چھ اصولوں سے باہر نہیں نکلتی، اسی کے اردگرد گھومتی رہتی ہے۔ یہ جماعت علم حاصل کرنے کو ضروری نہیں سمجھتی بلکہ چلّوں پر زیادہ زور دیتی ہے۔ یہ جماعت دین کے داعی کا گھر سے باہر نکلنا اس لیئے بھی ضروری سمجھتی ہے کیونکہ اس شخص کے عیبوں اور حالاتِ زندگی سے اس شخص کے علاقے اور بستی والے بخوبی واقف ہوتے ہیں اسلیئے اگر وہ اپنے علاقے والوں کو دین کی دعوت دے گا تو اُن کے قبول کرنے کے امکانات کم ہیں جبکہ باہر نکل کر دعوت دینے سے دعوت کی قبولیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

## اپنے بزرگوں اور اپنی ہی کتابوں سے نفرت و لا پرواہی؟

''وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا''

جن جن مسائل کے متعلق احناف کے عالم جماعت اہلحدیث کے اوپر الزام لگاتے آئے صرف یہ اُنکی لاعلمی کا نتیجہ تھا اور ہے۔ اُنکی ''مقدّس فقہ'' کی کتابوں میں اُنکے ہر ایک

سوال کا جواب موجود ہے۔ وہ تو کتابیں پڑھتے نہیں اور نہ ہی اپنے مسلک کے لوگوں کو کتابیں پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں وجہ صرف یہ ہے کہ اندھی تقلید کا بھوت اُن پر سوار ہے۔اُنکی آسانی کے لیئے میں نے ایسے ہی ٥٦ مسائل کواُن کی فقہ کی کتابوں سے نکالا ہے۔مندرجہ ذیل کتابوں کے نام اور صفحہ نمبر درج کیئے دے رہا ہوں۔ اس اُمید کے ساتھ کے کم از کم اب تو وہ اپنی کتابوں کو دیکھیں تو آئندہ کبھی بھی سوال کرنے کی جرأت نہ کرینگے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بزرگوں کی تقلید کرتے اہلحدیث حضرات کی صفوں میں جمع ہونے کی سعی کرینگے۔ان شاءاللہ۔

اس باب میں بتائی ہوئی ساری حنفی مسلک کی کتابیں میں مہیا کرونگا۔ وہ آپ اپنے گھر کی لائبریری میں رکھیں اور دیکھ لیں کہ کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔ اور اپنے ملنے والوں کو بھی پڑھائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے عقیدے کو درست کریں۔ اور اللہ پاک کے احکام کو مانیں اور نبی ﷺ کے فرمانوں پر عمل پیرا ہو جائیں۔

اور یاد رہے کہ بڑی ہی ہلاکت میں ہوگا وہ شخص جو کہ سب دلائل حاصل کر لینے کے بعد بھی رجوع نہ کرے۔ کیونکہ یہاں اتمامِ حجت ہے۔لہذا رجوع نہ کرنے کا کوئی بھی عذر باقی نہ رہے گا اور انہی پرانے عقائد پر دوام والا انسان معصیت کا شکار متصور ہوگا۔

﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴾ (سورة المائده : ٩١)

”کیا اب بھی باز نہ آؤ گے۔“

# حنفی فقہ کے بھولے بسرے مسائل

| | مسائل | حوالہ حنفی کتب |
|---|---|---|
| ۱ | یہود اور نصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہا مانتے تھے اسلیئے اللہ نے مشرک فرمایا۔ | مقدمہ عالمگیری |
| ۲ | مومنوں کو حکم دیا کہ بڑوں کے قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ اور رسول کا حکم کیا ہے۔ | عالمگیری، ج۔۱۔ص۔۱۳ |
| ۳ | آنحضرت ﷺ کی محبت محض زبان سے نہیں ہوتی بلکہ اتباع سے ہوتی ہے۔ | شرع وقایہ ص۔۱۰ |
| ۴ | جو سنّت کو حقیر جانے وہ کافر ہوگا۔ | درّ مختار ج۔۱۔ص۔۲۱۸<br>ھدایہ ج۔۱۔ص۔۵۴۱ |
| ۵ | جو سنّت کو ہلکا جان کر برابر ترک کرے وہ کافر ہے۔ | مقدمہ ہدایہ<br>ج۔۱۔ص۔۷۷ |
| ۶ | حدیث کا رد کرنے والا گمراہ ہے۔ | مقدمہ ہدایہ۔<br>ج۔۱۔ص۔۳۰ |
| ۷ | جو شخص مسخرہ پن یا بے ادبی کسی آیت کیساتھ کرے وہ کافر ہے۔ | درّ مختار۔ج۔۲۔ص۔۵۱۳ |
| ۸ | جو لوگ علم کے بغیر حدیث طلب کریں گے وہ تباہ ہونگے۔ | مقدمہ عالمگیری ج۔۱۔۴۳ |
| ۹ | فقہ میں جو احادیث ہیں ان پر اعتماد کلّی نہیں ہوسکتا، جب تک کہ کتبِ حدیث سے صحیح نہ کر لی جائیں حالانکہ فقہ میں احادیث موضوع بھی ہیں۔ | مقدمہ<br>ہدایہ۔ج۔۱۔ص۔۱۰۸ |
| ۱۰ | حدیث امام کے قول پر مقدّم ہے۔ | ہدایہ۔ج۔۱۔ص۔۳۹۱ |
| ۱۱ | اہلحدیث واحناف میں اتفاق باہم ہونا چاہئے (یقیناً) | ہدایہ۔جلد۱۔۳۱۰ |

| نمبر | مسئلہ | حوالہ |
|---|---|---|
| ۱۲ | امام اعظم جب بغداد میں وارد ہوئے تو ایک اہلحدیث نے سوال کیا کہ رطب (پکّی تروتازہ کھجور) کی بیع تمر (سوکھی کھجور) سے جائز ہے یا نہیں؟ (اہلحدیث) کا وجود امام ابو حنیفہ کے زمانے میں ثابت ہوا۔ | درمختار۔جلد۱۳۴ مقدمہ ہدایہ۔ ج۔ا۔ص۔۵۹ |
| ۱۳ | سلام کے وقت جھکنا مکروہ ہے، اسکی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ | عالمگیر۔ج۔۴۔ص۔۳۴۵ |
| ۱۴ | مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا اکثر روایاتِ صحاح سے ثابت ہے۔ | ہدایہ۔ج۔۴۔ص۔۳۴۳ |
| ۱۵ | بیعت میں عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ | ہدایہ۔ج۔۴۔ص۴۴۴ |
| ۱۶ | داڑھی منڈانا، کترانا حرام ہے، کفار، مجوس کی رسم ہے عورتوں کی تشبیہ ہے۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص۵۲۴ |
| ۱۷ | ازار (تہبند) آدھی پنڈلی تک پہنے، ٹخنوں سے نیچے حرام ہے۔ | مالابدّ منہٗ۔ص۔۲۷ |
| ۱۸ | بے نمازی کو امام اعظمؒ کے نزدیک ہمیشہ قید رکھنا واجب ہے۔ | مالابد منہ۔ص۔۱۱۔ ہدایہ۔ج۔ ا۔ص۲۵ |
| ۱۹ | گردن کا مسح بدعت ہے۔اس کی حدیث موضوع ہے۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص۵۸ |
| ۲۰ | نمازِ قضاء کے لیئے آذان واقامت کہنا سنّت ہے۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص۱۸۱ |
| ۲۱ | انکساری کے لیئے سر کھول کر نماز پڑھنا درست ہے۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص۲۹۹ |
| ۲۲ | امام مقتدی کو حکم کرے کہ ایک دوسرے سے ملے رہیں بیچ کی جگہ کو بند کردیں۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص۲۶۴ |
| ۲۳ | سینہ پر ہاتھ باندھنے کی احادیث مرفوع اور قوی ہیں۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص۳۵۰ |
| ۲۴ | ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص۳۵۰ |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۵ | ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور وہ ضعیف ہے، مرفوع حدیث نہیں ہے | شرح وقایہ مصری ص ۹۳ |
| ۲۶ | سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کسی کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص ۳۶۱ |
| ۲۷ | مقتدی سورہ فاتحہ دل میں پڑھ لے اور یہ حق ہے۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص ۳۵۰ |
| ۲۸ | امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔ | شرح وقایہ۔ص ۱۸تا۱۰۹ |
| ۲۹ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قولِ منعِ فاتحہ بھی ضعیف اور باطل ہے۔ | شرح وقایہ۔ص ۱۱۰ |
| ۳۰ | مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہے۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص ۲۲۹ |
| ۳۱ | ایک دو آدمیوں نے سنا تو جہر نہ ہوگا۔ جہر جب ہے کہ سب سُنیں۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص ۲۴۹ |
| ۳۲ | رفع یدین قبل الرکوع و بعد الرکوع کی احادیث کی تصدیق۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص ۳۸۴<br>شرح وقایہ ص ۱۰۲ |
| ۳۳ | رفع یدین کو اکثر فقہاء و محدّثین سنّت ثابت کرتے ہیں۔ | مالا بدمنہ۔ص ۲۷ |
| ۳۴ | حق یہ ہے کہ آنحضرت صلم اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین صحیح ثابت ہے۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص ۳۸۶ |
| ۳۵ | یہی (رفع یدین والی) آپ ﷺ کی نماز رہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ | ہدایہ۔ج۔ا۔ص ۳۸۶ |
| ۳۶ | صبح کی سنّت نماز پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ لیٹئے۔ | ہدایہ ج۔ا۔ص ۵۴۱<br>درمختار ص ۳۱۶ |
| ۳۷ | ظہر کی چار سنّت دوسلام سے پڑھیئے (یعنی دو، دو رکعتیں کرکے)۔ | ہدایہ ج۔ا۔ص ۲۴۴ |
| ۳۸ | تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ | شرح وقایہ۔ ص ۱۱۲ |
| ۳۹ | خطیب جب منبر پر بیٹھے تو سلام کرے۔ | درمختار۔ج۔ا۔ص ۳۷۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۰ | خطبہ ہر زبان میں جائز ہے۔ | درمختار۔ج۔۱۔ص۴۰۳<br>ہدایہ جلد۱ ۔ ص۱۲۹ |
| ۴۱ | بیوی اپنے شوہر کی نعش کو نہلا وے۔ | درمختار۔ج۔۱۔ص۴۰۳ |
| ۴۲ | تکبیراتِ جنازہ میں رفع یدین جائز ہے۔ | درمختار۔ج۔۱۔ص۴۱۰ |
| ۴۳ | تیجہ، دسواں، چالیسواں نہایت مذموم بدعت ہے۔ | بہشتی زیور |
| ۴۴ | ولی کی قبر پر بلند مکان بنانا، چراغ جلانا بدعت وحرام ہے۔ | درمختار جلد۴ص ۲۴۳، ہدایہ جلد۴ص ۲۸۹۔ مالا بدمنہ۵۲ |
| ۴۵ | قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں کہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے۔ | درمختار۔ج۔۴۔۲۴۳ |
| ۴۶ | انبیاء اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا، طواف کرنا، نذرین چڑھانا حرام وکفر ہے۔ | مالا بدمنہ۔ ۵۲ |
| ۴۷ | جو ولی کی قبر کے واسطے مسافت (سفر) طے کرے وہ جاہل وکافر ہے۔ | درمختار۔جلد۲۔۵۲۹ |
| ۴۸ | غیر اللہ کی منّت ماننا شرک ہے، اور اس مَنت کو کھانا حرام ہے۔ | بہشتی زیور حصہ۳۔۶۵ |
| ۴۹ | جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا اگر چہ ذبح کے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر، کہا ہو تو وہ ذبحہ حرام ہے۔ | درمختار۔جلد۴۔ ۲۷۹، ۲۷۲ |
| ۵۰ | دعاء بحق نبی و ولی (بطور وسیلہ) مانگنا مکروہ ہے، اسلیئے کہ مخلوق کا کچھ حق اللہ پر نہیں ہے۔ | درمختار۔ج۔۴۔ ۲۳۰<br>ہدایہ جلد ۴ ۔ ۳۲۶ |
| ۵۱ | علمِ غیب سوائے اللہ کے کسی مخلوق کو نہیں ہے۔ | مقدمہ ہدایہ۔ج۔۱ ۵۹ |
| ۵۲ | قرآن سے فال نکالنا حرام ہے۔ | مقدمہ ہدایہ۔ج۔۱ ۵۷ |
| ۵۳ | طاعون وہیضہ میں آذان دینا بیوقوفی ہے۔ | ہدایہ۔ج۔۴۔۲۴۲ |
| ۵۴ | دعائے گنج العرش، عہدنامہ کی اسناد بالکل گری ہوئی ہیں۔ | بہشتی زیور۔ج۔۱۰۔۸۳ |
| ۵۵ | مولود میں راگنی سے اشعار سننا اور پڑھنا حرام ہے۔ | ہدایہ۔ج۔۴۔۲۴۰ |
| ۵۶ | شبِ براءت کا حلوہ اور رسوماتِ محرم سب بدعت ہیں۔ | بہشتی زیور۔جلد۴ ۹۹ |

# فقہ حنفی کی کتابوں اور انکے مسائل پر کچھ سوالات

**(١) (اَلْخُرُوْجُ مِنَ الصَّلوٰةِ بِفِعْلِ المصلی فرض عِنْدَ أَبِیْ حَنِیْفَةَ خِلَافاً لَهُمَا حَتّٰی أَنَّ الْمُصَلِّیْ إِذَا حَدَثَ عَمَداً بَعْدَ مَا قَعَدَ قَدَرَ التَّشَهُّدِ أَوْتَکَلَّمَ أَوْعَمِلَ عَمَلًا یُنَافِی الصَّلوٰةَ تَمَّتْ صَلوٰتُهٗ بِالْاِ تِّفَاقِ)**

''نماز سے کسی فعل کے ذریعہ فارغ ہونا (جائز ہے) امام ابوحنیفہ کے نزدیک جبکہ انکے دونوں شاگردوں کی رائے اسکے برعکس ہے، نمازی آخری التحیات میں تشہد کی بقدر بیٹھ کر کسی سے بات کرلے یا ایسا کام کرے جو نماز کے منافی ہو یا (سلام کی جگہ) قصداً (جان بوجھ کر) ہوا خارج کردے تو اس کی نماز بالاتفاق مکمل اور پوری ہوجائیگی۔''

(دیکھیئے منیۃ المصلی، ص ٨٤، شرح وقایہ ج ١ ص ١٥٩، کنز الدقائق، ص ٣٠)

کیا حنفی فقاہت سے لبریز اس مسئلہ کو آپ کسی صحیح و مرفوع حدیث سے ثابت کرسکتے ہیں؟

**(٢) (وَالْاَصْلُ فِیْهِ أَنَّ النَّجَاسَةَ الْغَلِیْظَةَ إِذَا کَانَتْ قَدَرَ الدِّرْهَمِ أَوْدُوْنَهٗ فَهُوَ عَفْوٌلَا تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلوٰةِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الزُّفَرِ وَالشَّافِعِیّ یَمْنَعُ)**

''اصل بات یہ ہے کہ نجاستِ غلیظہ بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو وہ معاف ہے۔ اس قدر نجاست نمازی کے جسم یا کپڑے پر لگی ہوئی ہو تو اَحناف کے نزدیک نماز ہوجاتی ہے۔ امام زفر اور شافعی اسے

ممنوع کہتے ہیں"                    (دیکھیئے منیۃ المصلی، ص۵۲)

کیا نمازی کے لیئے نجاست کی اس مقدار کی رخصت کو کتاب وسنت سے ثابت کرسکتے ہیں؟

(۳) **(لَوْرَعَفَ فَكَتَبَ الْفَاتِحَةَ بِالدَّمِ عَلٰى جَبْهَتِهٖ وَأَنْفِهٖ جَازَ لِلْاِسْتِشْفَاءِ وَبِالْبَوْلِ أَيْضاً)**

"نکسیر کے علاج کے لیئے اگر سورۂ فاتحہ خون یا پیشاب کے ساتھ مریض کی پیشانی اور اسکی ناک پر لکھ دی جائے تو حصولِ شفاء کے لیئے ایسا کرنا جائز ہے"۔                    (ردّالمختار: ج۱، ص۱۴۰)

اسے صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں۔ نیز کیا کوئی اُمتی قرآن کو پیشاب سے لکھنے کی جسارت کرسکتا ہے؟

(۴) رسول اللہ ﷺ کی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت کریں کہ "آپ نے اپنے بعد آنے والے مسلمانوں کو چوتھی صدی میں کسی ایک عالم کی تقلید کی پابندی کا حکم دیا تھا۔"

(۵) صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں کی نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا مشروع نہیں ہے اور نماز جنازہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر ہوجاتی ہے؟

(۶) نماز شروع کرتے وقت آدمی کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک اور عورت سینے پر ہاتھ باندھے اور مرد زیرِ ناف۔ یہ تفریق صحیح صریح، مرفوع، غیر مجروع حدیث سے پیش کریں۔

(۷) نماز کی تکبیر تحریمہ سے قبل اُردو پنجابی یا کسی بھی زبان میں زبان کے ساتھ نیتِ نماز کے الفاظ اَدا کرنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت فرمائیں۔

(۸) اَحناف کے ہاں سجدۂ سہو میں ایک جانب سلام پھیر کر دو سجدے کرنا ہے۔

اس کے صحیح مرفوع غیر مجروع حدیث سے ثابت کریں۔

(۹) صحیح صریح مرفوع غیر مجروع حدیث سے ثابت کریں کی سجدہ کرتے وقت عورت اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے اور زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے، جبکہ مرد اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھے۔

(۱۰) اَحناف کا نماز باجماعت میں صف بندی کو اہمیت نہ دینا اور نمازیوں کا اپنے مابین کچھ فاصلہ چھوڑ کر کھڑے ہونا اور ایک دوسرے کے ساتھ پاؤں ملانے سے نفرت کرنا صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کر دیں۔

**((تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ))**

خوب جان لیجئے کی کتب فقہ حنفی کی اصل حقیقت مقلدین کے بلند دعووں کے بالکل برعکس ہے۔ فقہ کی ان کتابوں میں اس قدر بے ہودہ، غلیظ، گمراہ کن، خودساختہ، شرمناک، انسانیت سوز، غیر معتبر، غیر مستند، موجبِ لعنت مسائل درج ہیں کہ شیطان بھی پناہ مانگے۔ دین کے نام پر فحاشی اور غلاظت تقسیم کی جارہی ہے۔ ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ فقہ حنفی کے سمندر سے چلو بھر کر مشتے نمونہ از خروارے، قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ فقہ حنفی کی اصل حقیقت کو پہچان لیں اور ''تقلید'' سے ہمیشہ کے لیئے گلوخلاصی حاصل کرلیں۔ کیونکہ یہ اٹل حقیقت ہے کہ عمل بالحدیث کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تقلید ہی ہے۔

دل پر پتھر رکھ کر ہم یہ مسائلِ فقہ حنفیہ نقل کرتے ہیں:

(۱) مدینہ (منورہ) ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک حرم نہیں۔ (درمختار)

(۲) انبیاء، اولیاء، نیک، فاسق وفاجر، زمین اور آسمان والوں کا ایمان برابر ہے اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔ (شرح فقہ اکبر)

(۳) بغیر ولی (سرپرست) کے نکاح جائز ہے (قدوری۔ نیز دیکھو بہشتی زیور)

(۴) مردہ عورت ، چوپائے اور نابالغ بچی سے وطی کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا (درمختار)

(۵) شراب کو معمولی جوش دے کر اس سے وضوء کرنا جائز ہے خواہ اس میں نشہ موجود ہو۔(فتاویٰ عالمگیری)

(۶) نمازی تشہد میں جان بوجھ کر گوز مار (ہوا خارج کر) دے تو نماز پوری ہوجائے گی۔(قدوری)

(۷) امامت کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ خوبصورت ہو، اچھے نسب والا ہو، اچھے لباس اور خوبصورت بیوی والا ہو، پھر بڑے سر والا اور چھوٹے آلۂ تناسل والا۔ (درمختار)

(۸) شراب۔ گیہوں، جَو، شہد اور جوار کی حلال ہے۔(ہدایہ)۔ شراب۔ چھوارے اور منقیٰ کی، حلال ہے۔(قدوری)۔ شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے۔(ہدایہ)

(۹) خنزیر اور شراب بطور حق مہر دے تو نکاح صحیح ہوگا۔(شرح وقایہ)

(۱۰) خنزیر یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمّم جائز ہے۔(ہدایہ)۔
خنزیر نجس العین نہیں ہے۔(درمختار)

(۱۱) کتے کو بغل میں لے کر کوئی نماز پڑھے تو جائز ہے۔(درمختار)

(۱۲) کتے کی کھال کا ڈول اور جائے نماز بنانا جائز ہے۔(ہدایہ، درمختار)۔

(۱۳) کتا نجس العین نہیں ہے۔(عالمگیری ہدایہ، درمختار)

(۱۴) جس عورت کو مرد طلاق رجعی دے چکا ہو اگر نماز میں اس کی شرمگاہ دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔(فتاویٰ عالمگیری)

(۱۵) نکسیر والا اگر پیشانی پر پیشاب سے فاتحہ لکھ لے تو جائز ہے۔(شامی ۱/۱۴۰)

(۱۶) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پینا بلا عذر جائز ہے۔ (درمختار، ہدایہ، شرح وقایہ)

(۱۷) زیرناف کے بال حجام آنکھیں بند کر کے مونڈے تو جائز ہے۔ (عالمگیری)
(۱۸) اغلام بازی اور چوپائے سے وطی کرنے والے پر حد نہیں۔ (ہدایہ)
(۱۹) حاجی احرام کی حالت میں چوپایہ سے صحبت کر لے تو اس کے حج میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ، فتاویٰ، شامی)
(۲۰) جو روزے میں زنا کے ڈر سے جلق لگائے یا جانور سے صحبت کر کے منی نکال دے تو امید ثواب ہے (ہدایہ)
(۲۱) اگر منی اپنے ہاتھ سے نکالے یا عورت کے ہاتھ سے نکلوائے تو روزہ بالکل فاسد نہیں ہوتا۔ (درمختار)
(۲۲) روزہ کی حالت میں عورت کی شرمگاہ کو چومنے سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ بالکل فاسد نہ ہوگا (درمختار)
(۲۳) لکڑی اپنی دبر (جائے پاخانہ) میں ڈالی، اگر سالم لکڑی دونوں سروں سمیت اندر نہ جائے اور ایک سرا اس کا باہر رہے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (درمختار)
(۲۴) کوئی شخص اپنا آلۂ تناسل اپنی ہی دبر میں داخل کرے تو بغیر انزال اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ (درمختار)
(۲۵) منی شہوت سے جدا ہو اور ذکر (آلۂ تناسل) پکڑے، بعد دور ہونے شہوت کے منی نکلے تو غسل فرض نہیں (درمختار، عالمگیری، شرح وقایہ)
(۲۶) مسلمان، مسلمان سے دارالحرب میں سود لے تو جائز ہے (عالمگیری، شرح وقایہ)
(۲۷) دارالحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے۔ (عالمگیری)
(۲۸) بادشاہ پر کسی قسم کی حد قائم نہیں ہوسکتی وہ خواہ زنا کرے یا چوری کرے۔ (عالمگیری)

(۲۹) ایک عورت کو اجارے (کرائے) پر لیا تا کہ اس سے زنا کرے۔ پس عورت نے منظور کیا اور اس نے اس سے زنا کیا تو اس کو حد نہ ماری جائے گی (عالمگیری)۔

(۳۰) مرد نے کسی عورت پر (اپنی زوجہ ہونے کا) جھوٹا دعویٰ کیا اور ڈگری حاصل کر لی تو مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز ہے۔ (درمختار، عالمگیری، شرح وقایہ)

(۳۱) عورت سے وطی کی اور صورت یہ ہوئی کی اس عورت کی فرج (پیشاب گاہ) اور مقعد (جائے پاخانہ) پھاڑ کر ایک کر دیں تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری)

(۳۲) اگر آدمی محرماتِ ابدیہ (یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) سے (جان بوجھ کر) نکاح کر کے وطی بھی کر لے تو اس پر حد نہیں۔ (ہدایہ)

## بھائیوں کے لئے کچھ مفید مشورے:

(۱) اسلام کی بنیاد عقیدہ توحید پر قائم ہے۔ اس پر جمے رہیں اور شرکیہ اعمال سے پوری طرح بچنے کی کوشش کریں۔

(۲) بدعات سے ہوشیار رہیں۔ آپ کو تو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ نیک عمل ہیں۔ ظاہری طور پر تو یہ نیک ہی نظر آتے ہیں لیکن ان کے کر گزرنے سے انجام جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ یہ نبی ﷺ کا قول ہے۔ بدعات کے بارے میں معلومات کے لیئے ہماری شائع کردہ کتاب ''بدعات اور اُنکا تعارف'' پڑھ لیں پتہ چل جائیگا۔

(۳) آج کل کے علماء جو بکاؤ مال اور پیٹ کے پوجاری ہیں۔ نبی ﷺ کی ثابت شدہ اور تاکیدی سنتوں کو فروعی مسائل بتا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمرہ کرتے جا رہے ہیں۔ وہ تو اپنی قبروں میں جواب دینگے۔ لیکن آپ کی قبر میں کیا کوئی مولوی تمہیں بچانے آئیگا؟ اس لیئے آپ خود تیاری کریں۔ آپنے ہر عمل کے لیئے قرآن اور

حدیث کو مدِ نظر رکھیں۔ اور کوئی مشورہ دے تو اُسکی داڑھی اور حُلیئے کو دیکھکر دُھوکا نہ کھائیں۔ اُس سے قرآن اور حدیث کی دلیل طلب کریں۔ یہ دو ہی راستے ہیں آپ کی نجات کے اِس کیلیئے کوئی تیسرا راستہ نہیں۔ آپنے روزانہ کے اعمال پر غور کریں۔

(۴) نماز کی پوری طرح سے پابندی کریں۔ ہر پانچ وقت کی نماز میں تکبیرِ اولیٰ سے شامل رہنے کی کوشش کرو۔

(۵) قرآن ہر دن پڑھنا چاہیئے۔ چاہیے چند ہی آیات کیوں نہ ہوں۔ لیکن اُنھیں سمجھ کر معنوں کے ساتھ پڑھیں۔ اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ہر روز صرف ایک حدیث پڑھ لیا کریں۔ آجکل حدیث کی ہر ایک کتاب اردو میں موجود ہے۔

(۶) گھر پر بچوں کا خیال رکھیں۔ دینی تعلیم کا شعور پیدا کریں۔ اور انھیں اپنے ساتھ لیکر خود بھی حدیث کی کتابوں کا مُطالعہ کریں۔ دو چار جتنی بھی ہو سکے احادیث پڑھکر سنائیں اور بچوں میں پڑھکر سُنانے کی عادت ڈالیں۔ اردو میں آج کل ساری حدیثوں کی کتابیں موجود ہیں کوئی مسئلہ نہیں۔ آپکے گھر کی لائبریری میں جتنی بھی کتابیں چاہیں وہ بھی مہیا کرونگا۔ اس کی فکر نہ کریں۔

(۷) بچوں کا ماحول اچھا رکھیں۔ جب تک یہ اچھی طرح سے دینی معلومات حاصل نہیں کر لیتے اور آپ بھی جب تک اس قابل نہیں ہو جاتے اُس وقت تک تبلیغ میں جانا بند کریں۔ اور بچوں کا وقت بھی برباد نہ کریں۔ بے عقل اور اَن پڑھ آدمی تبلیغ کیسے کر سکتا ہے؟ یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ اس واسطے فی الوقت اس سلسلے کو بند کریں۔ میں بھی کچھ سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ بعد میں اکھٹے تبلیغ کریں گے۔ ان شاءاللہ

(۸) محض میٹھی میٹھی سنتوں پر عمل کی عادت کو چھوڑ دیں۔ جمعرات اور پیر کو نفل روزے رکھنے کی عادت ڈالیں اور ساتھ ہی ساتھ ایامِ بیض (چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵) تاریخ کے روزے بھی رکھا کریں۔ یعنی۔ یہ سارے روزے نبی صلعم زندگی بھر رکھا

کرتے تھے۔ خود بھی رکھیں اور گھر والوں کو بھی تاکید کریں۔ اگر آپ لوگ اس سُنت پر عمل کرنا شروع کر دینگے تو وہ تمام ساتھی جو آپ سے ملتے ہیں ہوسکتا ہے وہ بھی اس سُنت پر عمل پیرا ہو جائیں۔ اُنکو بھی بتاتے رہیں۔ پتہ نہیں کب اللہ پاک کسے ہدایت دے دے۔ اللہ کو ہمارا کون سا عمل پسند آجائے اور وہ ہمیں سیدھے راستے پر ڈال دے۔

میں نے آپ سے کہا تھا کہ بنگلور ہی کے عالم نہیں، دلی سے جا کر کسی بھی عالم کو لیکر آئیں اور بتائیں کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں عورت گھر سے باہر تبلیغ کے لیئے نکل سکتی ہے یا نہیں؟ میں نے تو قرآن اور حدیث کا فرمان بتا دیا تھا لیکن آپکی طرف سے ابتک کوئی جواب نہیں ملا۔

اگر مولانا اپنے دین میں سچے ہیں اور اُسپر عمل پیرا ہیں تو ہمارے خاندان میں عورتوں میں اتنی لاپرواہی ہے اور اتنی خرافات موجود ہیں، اور جادو کا اتنا چکرّ ہے۔ کیا مولانا نے ان جادوگر شیاطین سے اس بارے میں گفتگو کی ہے۔ کیا آج تک اپنی عورت کو ہمارے گھروں تک آنے کی اجازت دی ہے۔ جب اپنی بیوی کا معاملہ آتا ہے تو چار دیواری میں جکڑ کر رکھے ہوئے ہیں۔ اور ہماری بیوی اور بیٹیوں کے تبلیغ کی غرض سے گھروں سے باہر نکلنے کے لیئے دعوت دے رہے ہیں۔

اپنے بیٹوں کو اور سارے رشتہ داروں کو میرا پہلا اور یہ دونوں خط پڑھنے دیں۔ اِنکی فوٹو کاپیاں بنا کر تقسیم کریں۔ تاکہ سب کو پتہ چلے سچے دین کا، جو نبی ﷺ لیکر آئے تھے، جو مکہ اور مدینہ کا دین ہے۔ اُسی پر عمل کریں نہ کہ حضرت جی صاحبان اور بزرگوں کا دین جو آپکو مکمل نہیں صرف دیوبندی مسلمان بنا رہا ہے۔ اس سے باز آجائیں۔

آپ کہہ سکتے تھے کہ آپکو معلوم نہیں۔ لیکن اللہ پاک نے آپکو آگاہ کرنے کے لئے مجھے تیار کیا ہے۔ جب سچی اور صحیح بات آپکو بتادی گئی۔ اس کے باوجود اگر آپ قرآن اور نبی ﷺ کے فرمانوں کو چھوڑ کر بزرگوں کی باتوں پر عمل کرتے رہے تو بس سمجھ

لیں کہ اللہ پاک آپکے دلوں اور دماغوں پر مہر لگا چکا ہے اور قیامت تک آپکو ہدایت نصیب نہ ہوگی۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ اس بات کو میں قرآن وحدیث سے ثابت کرسکتا ہوں۔

(۱) نیت۔نماز میں زبان سے نیت کرنا ثابت نہیں ہے۔

(۲) وضو میں گردن کا مسح ثابت نہیں۔

(۳) اقامت اکہری ہونی ہے۔ آپ کی مسجد میں کیا ہورہا ہے۔

(۴) جمعہ کی کتنی رکعتیں پڑھی جارہی ہیں ۸ یا ۱۴ رکعتیں؟

(۵) جہاں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے وہاں نہیں پڑھتے۔ ہر رکعت میں چاہیئے اکیلے پڑھیں۔امام کے پیچھے پڑھیں یا امامت کرائیں۔سورۃ فاتحہ لازمی پڑھنا ہے۔ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ لازمی ہے۔لیکن آپ کا کیا حال ہے۔ آپ کو کیا بتایا گیا ہے؟ جب سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو آپ کی ابتک کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ غور سے سوچیں۔

(۶) طریقہٗ وتر جو ثابت ہے،وہ دو رکعت اور ایک رکعت الگ الگ اور دوسرا طریقہ۔تینوں رکعتیں ایک تشہّد کے ساتھ۔آپ جس انداز سے وتر ادا کررہے ہیں وہ حدیث کی کتابوں سے ثابت ہی نہیں۔ایسے سینکڑوں مسائل ہیں جو ہمارے ہاں کے علماء مسلمانوں کو گمراہ کرکے اپنے پیٹوں کی آگ بجارہے ہیں۔ اور تقلید کا پھندا آپنے گلے میں بھی لٹکائے ہوئے تمہارے گلوں میں بھی باندھ رکھا ہے۔ایک دیوبندی مفتی صاحب کی کیسٹ سن رہا تھا جو میرے پاس موجود ہے۔ وہ اس تقلیدی پھندے کو قرآن اور حدیث سے ثابت کررہے ہیں۔ اُنکی عقل پر کس طرح کے پردے پڑے ہوئے ہیں اُنکو سننے سے پتہ چلتا ہے۔ وہ آپنے آپکو ایک پالتو کتّے اور قربانی کے جانور کے برابر تصّور کرتے ہیں جن کے گلے میں پٹہ باندھنے کا حُکم ہے اس پٹے سے اپنے تقلیدی

پھندے کو ثابت کرنے کی ناکم کوشش کی ہے۔ اگر اب بھی آپ لوگ ہوش کے ناخون نہ لیئے اور اِن کے چنگل سے باہر نہ نکلے تو وہ دن دور نہیں کہ اللہ پاک فرشتوں کو حکم دیگا کہ انہیں تقلیدی پھندوں کو پکڑ کر وہ تمہیں جہنم کی آگ میں جھونک دینگے۔ اِن سے باز آؤ اور سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے قرآن اور حدیث کے منہج پر چلو اِن شاءاللہ وہ غفور رّحیم ہے وہ تمہاری توبہ کو قبول کرلیگا۔ قبولیت توبہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ جس عمل سے توبہ کر رہے ہو وہ عمل زندگی پھر نہ کرو۔ اس سلسلے میں اگر تمہیں جو بھی شکوک پیدا ہوں تو مجھ سے رابطہ کرو انشاءللہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مہیہ کرونگا۔

# حرف آخر

تبلیغی جماعت سے متعلق تمام بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ خاص خاص نکات کا ایک بار پھر اعادہ کر دیا جائے تا کہ اگر کوئی ان تمام تفصیلی مباحث کو پڑھنے کے باوجود بھی یہ نہ سمجھ پایا ہو کہ تبلیغی جماعت کے اکابرین نے جو جماعت تیار کی ہے اس میں اصل اور بنیادی غلطیاں کہاں کہاں ہیں؟ اور کن وجوہات کی بناء پر تبلیغی جماعت دین کی تبلیغ کرنے کی اہلیت سے معذور ہے؟ ان امور کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ تبلیغی جماعت کے لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مطلق تبلیغ فرض عین ہے حالانکہ تبلیغ کی دو قسمیں ہیں: ایک تبلیغ خاص اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو کسی بھی طور ہم سے وابستہ ہوں یعنی ہمارے دوست احباب، عزیز و اقارب وغیرہ تبلیغ کی یہ قسم فرضِ عین ہے۔ اور دوسری تبلیغِ عام اس میں ساری دنیا کے لوگ شامل ہیں اور یہ فرض کفایہ ہے یعنی چند لوگ بھی اگر اس کام کو کریں تو پوری اُمت پر سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن تبلیغی جماعت کے اکابرین نے عوام النّاس کو یہ باور کرایا ہے کہ تبلیغِ عام فرضِ عین ہے۔ پس یہ اس جماعت کی سب سے پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔

۲۔ تبلیغ عام کے لئے حصولِ علم بینادی چیز ہے۔ یعنی تبلیغ عام کی اہلیت کے لیئے عالم ہونا شرط ہے اور بغیر علم کے تبلیغِ عام ایسے ہی ہے جیسے کہ ناسمجھ بچے کے ہاتھ میں ہتھیار ہوتا ہے لیکن تبلیغی جماعت کے اکابرین نے تبلیغ کے لیئے چن چن کر ایسے لوگوں کو لیا ہوتا ہے جو علم سے قطعی بے بہرہ تھے اور یہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو عملی طور پر علم سے دور رکھنے کے لیئے خصوصی انتظامات بھی کیئے جیسا کہ تبلیغی نصاب کی تلاوت کو لازمی قرار دینا اور چلّے، سہ روزے اور گشت کے معمولات کو تبلیغ کی شرط قرار دینا تا کہ اپنے مخصوص مقاصد کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔ پس علمِ قرآن وحدیث سے بیزاری اس

جماعت کی بدنصیبی ہے۔

۳۔ اسلام کی تبلیغ کے لیئے صحیح عقائد کا علم اوران پر ایمان ہونا ایک شرط کی حیثیت رکھتا ہے مگر تبلیغی جماعت کی یہ بدنصیبی ہے کہ اس جماعت میں شامل لاکھوں افراد میں سے شاید ایک فی صد بھی ایسے لوگ نہیں ہیں جن کو صحیح اسلامی عقائد کا علم اوران پر ایمان ہو کیونکہ عام طور پر جو جہلاء مبلّغین ہیں وہ تو جانتے ہی نہیں عقائد کس چڑیا کا نام ہے اور جو اکابرین ہیں وہ عقائد کو جانتے ہیں مگر تقلید کے پھندے میں پھنسے ہونے کی وجہ سے صحیح عقائد پر ایمان لانے کی توفیق سے محروم ہیں۔ پس تبلیغِ دین کے لیئے صحیح اسلامی عقائد کا علم اور ایمان ہونا بھی بنیادی شرط کے درجہ میں ہے۔

۴۔ تبلیغ کا مرکز اور محور عقائد اور احکامات ہونے چاہئیں کیونکہ ان ہی پر دین اسلام کی بنیاد ہے اور یہی انبیاء کرام کی سنت بھی ہے لیکن تبلیغی جماعت نے اپنی تبلیغ کا محور صرف فضائل کو بنایا ہے جسکی وجہ سے لوگ تبلیغی جماعت کی طرف باآسانی مائل ہوجاتے ہیں لیکن اسکا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ تبلیغی جماعت میں کسی غلط عقیدے کے ساتھ داخل ہوتے ہیں وہ مرتے دم تک اپنے اسی غلط عقیدہ پر قائم رہتے ہیں ایسی صورت میں کیا ممکن ہے کہ اس شخص کی نجات محض روزہ نماز اور تبلیغ کی وجہ سے ہوجائے؟ تبلیغِ دین درحقیقت اصلاح عقائد و اعمال کی تبلیغ کا نام ہے اور جو لوگ بھی اصلاحِ عقائد اعمال کی تبلیغ کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز (صرف فضائل) کی تبلیغ کرتے ہیں اُسے اُس چیز کی تبلیغ کہا جائے گا اسلام کی تبلیغ نہیں۔

**وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ**